

سہیل لمنطق



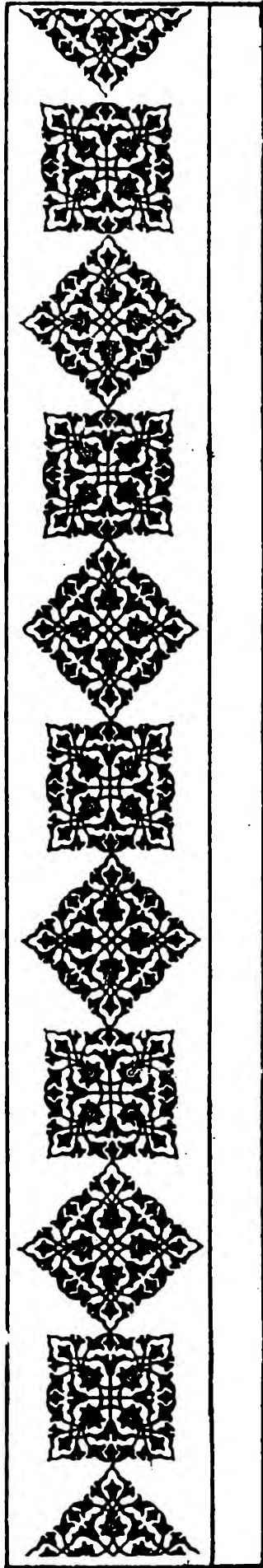
قاضی محمد ایوب صاحب

فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ مجیر شریف



ناشر
ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان



تسہیل لمنطق بیل اچنتی

قاضی محمد ایوب صاحب
فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیڑ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان

کے باعث بخاری شریف کی تدریس کی ذمہ داری دے دی۔

1990ء میں جب دختران اسلام کی تعلیم و تربیت کیلئے غوثیہ گرلز کالج کا قیام عمل میں لایا گیا تو اس میں بھی اہم مضامین تادم وصال پڑھاتے رہے۔

قضا و فتویٰ: حضور ضیاء الامتؑ کے حکم پر مسند افتاء پر فائز ہوئے۔ پہلا فتویٰ 20 سال کی عمر میں دیا۔ آخری فتویٰ وصال سے تین دن پہلے وراثت کے بارے میں دیا۔

دیگر مشاغل: درس و تدریس اور قضاء و فتویٰ کے علاوہ خطابت فرمائی۔ والی بال بڑے شوق سے کھیلتے تھے اور بڑے کھلاڑیوں میں شمار ہوتے تھے۔

تصنیف و تالیف: اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود حسب ذیل کتب بھی تحریر فرمائیں:

۱۔ تسہیل المنطق۔ ۲۔ التسہیل الکافی فی شرح اصول الشاشی۔ ۳۔ تسہیل البلاغت و تشریح دیوان حسان۔ ۴۔ ترجمہ ترمذی شریف، جو زیر تحریر ترتیب تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ حضور ضیاء الامتؑ کے ساتھ بہت سا تحقیقی کام کیا۔ خاص طور پر عدالتی فیصلوں میں حضرت صاحب کی معاونت فرمائی، سینکڑوں فتاویٰ، جو متنوع موضوعات پر مشتمل ہیں، تحریر فرمائے جو زیر ترتیب ہیں۔

کانفرنسوں میں شرکت: سیکڑوں کانفرنسوں میں شرکت فرمائی، جہاں آپ نے اپنے تحقیقی مقالے پیش کئے اور مختلف سوالوں کے جواب دیئے۔

ایوارڈ: امیر السالکین ایوارڈ برائے حسن کارکردگی، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، غوثیہ گرلز کالج اور آستانہ عالیہ امیر السالکین کے لیے آپ کی مثالی خدمات کے صلہ میں۔

اعزاز: چالیس سال تک دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کے مفتی و شیخ الحدیث رہے اور مرحلہ وار شعبہ امتحانات کے چیئر مین بھی رہے۔

وصال: 22 مئی 2005ء بروز اتوار بوقت صبح ساڑھے آٹھ بجے، بمقام صادق ہسپتال سرگودھا۔ جہاں ریاں میں اپنے آبائی قبرستان میں اپنے دادا و والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

گھر بیٹھے درسِ نظامی کیجئے

آن لائن گھر بیٹھے درسِ نظامی عالمِ دین کورس کرنے کا سنہری موقع

ادارہ کے تحت درج ذیل کورسز کروائے جاتے ہیں

اصول فقہ کورس (دوماہ)

تجوید و قرأت کورس (چھ ماہ)

عربی گرامر کورس (تین ماہ)

درسِ نظامی (چار سالہ نصاب)

عقائدِ نشفی کورس (چار ماہ)

بلاغت کورس (تین ماہ)

فلسفہ کورس (تین ماہ)

منطق کورس (دوماہ)

اصول تفسیر و حدیث کورس (دوماہ)

قرآن حکیم ترجمہ و تفسیر کورس (ایک سال)

یہ تمام کورسز ہماری ویب سائٹ www.aalimonline.org پر ہوتے ہیں اور یہ ویب سائٹ عام سادہ سے موبائل پر سسٹم و رک پر بھی آسانی اور اپن ہو سکتی ہے۔ ہر طالب علم کی ذاتی پروفائل ہے جس میں اس کو خود کار طریقہ کار سے روزانہ کے اسباق و ڈیولپمنٹ کی صورت میں ملتے ہیں اور اس پروفائل میں طالب علم آڈیو اور ٹیکسٹ کے ذریعے سوالات کر سکتا ہے جس کے جوابات اساتذہ کی جانب سے آڈیو اور ٹیکسٹ کی صورت میں ارسال کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مکمل نصاب پی ڈی ایف میں بھی موجود ہے تاکہ ہر طالب علم کتاب کو ڈاؤنلوڈ کر کے گھر بیٹھے علمِ دین حاصل کر سکے۔ اس کے علاوہ وٹس ایپ، سکاٹاپ کے ذریعے بھی یہ کورسز کئے جاسکتے ہیں۔ اگر آپ کو داخلہ لینا ہو تو جلد وٹس ایپ میسج کریں یا موبائل فون پر رابطہ کریں

وٹس ایپ نمبر 00923247448814

ماہانہ فیس صرف
500
روپے پاکستانی

ہماری ویب سائٹ www.aalimonline.org



بسم الله الرحمن الرحيم

سبق: ۱

علم منطق اور اس کی ضرورت

علم کی تعریف ۱

علم کا لغوی معنی ہے: کسی شے کا ادراک کرنا، اصطلاح میں

حصول صورة الشيء في العقل

کسی شے کی صورت کا ذہن میں آنا۔ مثلاً جب کسی نے زید کہا تو زید کی صورت ذہن میں آگئی تو زید کی صورت کا ذہن میں آنا زید کا علم ہے۔ اور بعض نے علم کی یہ تعریف کی ہے:

الصورة الحاصلة من الشيء عند العقل

کسی شے سے حاصل ہونے والی وہ صورت، جو ذہن میں آجائے۔

اقسام

علم کی دو قسمیں ہیں:

۲۔ تصدیق

۱۔ تصور

تصور

اس کا معنی ہے: کسی صورت یا نقش کا ذہن میں آنا۔ اصطلاح میں

هو الإدراك الخالي عن الحكم

شے کا ایسا ادراک ہے جو حکم سے خالی ہو۔ جیسے زید کا ادراک

تصدیق

اس کا لغوی معنی ہے: اعتقاد جازم (پختہ اعتقاد)، اصطلاح میں

۱۔ علم منطق چونکہ مقید ہے اور مقید کی معرفت مطلق کی معرفت پر موقوف ہوتی ہے اس لئے پہلے مطلق علم کی تعریف کی۔

هو الإدراک معہ الحکم

شئی کا ایسا ادراک ہے جس کے ساتھ کوئی حکم ملا ہوا ہو۔ جیسے: محمد رسول اللہ
اسے تصدیق اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں بطور یقین یا ظن نسبت کے ہونے یا نہ
ہونے کا اظہار کیا جاتا ہے۔

حکم

هو نسبة أمر إلى أمر آخر إيجاباً أو سلماً

ایک شئی کی دوسری شئی کی طرف جو نسبت ہوتی ہے خواہ ایجابی ہو یا سلبی، حکم کہلاتی
ہے۔ جیسے زید قائم (زید کھڑا ہے)۔ اس میں لفظ ”ہے“ نسبت ایجابی ہے۔
زید لیس بقائم (زید کھڑا نہیں) اس میں لفظ ”نہیں“ نسبت سلبی ہے۔
اگر ایک شئی کو دوسری شئی کے لیے ثابت کیا جائے تو اسے نسبت ایجابی کہتے ہیں اور
اگر ایک شئی کی دوسری شئی سے نفی کی جائے تو اسے نسبت سلبی کہتے ہیں۔

مشق

۱۔ علم سے کیا مراد ہے؟

۲۔ تصور اور تصدیق کی تعریف کریں۔

۳۔ تصور اور تصدیق کی پہچان کریں:

زید۔ کتاب۔ یہ میرا قلم ہے۔ کاپی۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ حرارت۔
میرا گھر۔ خالد عالم نہیں ہے۔

۱۔ حکم کے لیے تین اہم رکا ہونا ضروری ہے: ۱۔ موضوع ۲۔ محمول ۳۔ ان کے درمیان پائی جانے والی نسبت
پھر یہ نسبت ایجابی ہوگی یا سلبی ہوگی۔

سبق: ۲

تصور و تصدیق کی اقسام

تصور کی اقسام

تصور کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ بدیہی^۱ ۲۔ نظری^۲

تصور بدیہی

وہ تصور ہے، جو نظر و فکر کے بغیر حاصل ہو۔ جیسے حرارت (گرمی) اور برودت (سردی) کا تصور، اسے تصور ضروری^۳ بھی کہتے ہیں۔

تصور نظری

وہ تصور ہے، جو نظر و فکر سے حاصل ہو۔ جیسے جن^۴ اور ملائکہ^۵ کا تصور، اسے تصور کسبی^۶ بھی کہتے ہیں۔

تصدیق کی اقسام

۱۔ تصدیق بدیہی ۲۔ تصدیق نظری

تصدیق بدیہی

وہ تصدیق ہے جس کے لیے نظر و فکر کی ضرورت نہ ہو جیسے الاثنین نصف الاربعۃ۔

۱۔ جس کا حصول نظر و فکر اور کسب پر موقوف نہ ہو اور نہ وہ حدس و تجربہ کا محتاج ہو۔

۲۔ جس کا حصول نظر و فکر اور کسب پر موقوف ہو اور وہ حدس و تجربہ کا محتاج ہو۔

۳۔ عقل انسانی جسے قبول کرنے پر مجبور ہو اور اس کا انکار ممکن نہ ہو۔

۴۔ ایک جسم، جو ناری ہوتا ہے۔ مختلف شکلوں میں متشکل ہو سکتا ہے اور نر اور مادہ دونوں ہوتے ہیں۔

۵۔ ایک جسم، جو نوری ہوتا ہے۔ مختلف شکلوں میں متشکل ہو سکتا ہے اور نر اور مادہ نہیں ہوتے۔

۶۔ کہ یہ غور و فکر کی محنت اور مشقت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

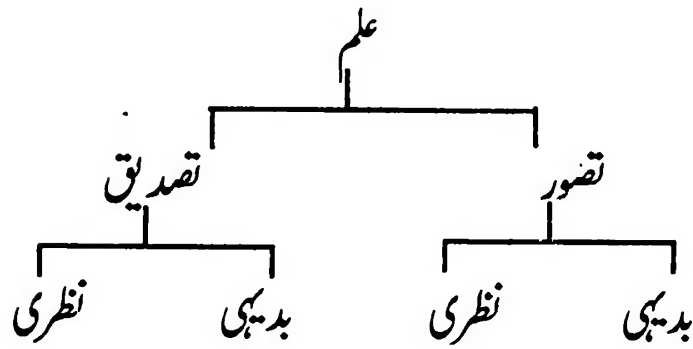
تصدیق نظری

وہ تصدیق ہے جو نظر و فکر سے حاصل ہو۔ جیسے عالم حادث ہے، اسے تصدیق کسی بھی کہتے ہیں۔

مشق

- ۱۔ تصور بدیہی و تصدیق بدیہی کی تعریف کریں۔
- ۲۔ تصور نظری اور تصدیق نظری میں فرق بیان کریں۔
- ۳۔ درج ذیل میں تصور اور تصدیق کی پہچان کریں نیز ان کی قسم بتائیں:
گرمی۔ سردی۔ دھوپ۔ سورج روشن ہے۔ صانع موجود ہے۔ مغرب۔ مبنی۔ عالم متغیر ہے۔ ملائکہ موجود ہیں۔ پریاں

جدول: ۱



سبق: ۳

نظر و فکر

نظریات مطلقاً خواہ تصوریہ ہوں یا تصدیقیہ^۱، ان کے حصول کے لیے نظر و فکر کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے نظر و فکر کی تعریف کا جاننا ضروری ہے۔

تعریف

ترتیب^۲ امور معلومہ لتأدی ذلک الترتیب إلى تحصیل المجہول امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ وہ ترتیب ہمیں کسی امر مجہول (نامعلوم) تک پہنچادے۔

جیسے حیوان، جس کا معنی معلوم ہے کہ ایسے جسم کو کہتے ہیں جو نامی، حساس ہوتا ہے اور اپنے ارادہ سے حرکت کرتا ہے اور ناطق، جس کا معنی ہے: کلیات اور جزئیات کا ادراک کرنے والا، ان دونوں کو ملا کر حیوان ناطق ترتیب دیا اور اس سے ایک امر مجہول ”انسان“ حاصل ہوا۔ اور ہمیں یہ معلوم ہے کہ عالم متغیر ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہر متغیر چیز حادث ہے تو ان دو معلوم امر کو جب ہم نے ملا کر ترتیب دیا کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہے تو ہمیں ایک امر مجہول حاصل ہوا کہ ”عالم حادث“ ہے۔

منطق کی ضرورت

جاننا چاہئے کہ ہر نظر و فکر درست نہیں ہوتی اور صحیح نتیجہ تک پہنچانے والی نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اگر ہماری ترتیب اور نظر علم صحیح تک پہنچانے والی ہوتی تو اربابِ نظر یعنی عقلاء کے درمیان کبھی اختلاف نہ ہوتا حالانکہ اختلاف واقع ہوتا رہتا ہے۔

۱۔ یعنی ہر وہ تصور اور تصدیق جو نظر و فکر سے حاصل ہو۔

۲۔ لغوی معنی ہے: ہر شئی کو اس کے مرتبہ میں رکھنا۔ اصطلاح میں متعدد اشیاء کو اس طرح رکھنا کہ ان پر ایک اسم کا اطلاق ہو سکے اور ان کی ایک دوسرے کے ساتھ تقدم اور تاخر کی نسبت قائم کی جاسکے۔

بعض یہ کہتے ہیں: عالم حادث ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہے، پس عالم حادث ہے۔

اور بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ عالم قدیم ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ عالم مؤثر سے مستغنی ہے اور ہر وہ شے جو مؤثر سے مستغنی ہو، قدیم ہوتی ہے۔ لہذا عالم قدیم ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ان میں سے ایک نظریہ ہی صحیح اور حق ہے اور دوسرا غلط اور باطل۔
تو جب عقلاء کی فکر میں غلطی واقع ہوتی رہتی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ صرف فطرت انسانی (عقل انسانی) صحیح اور غلط کی پہچان کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ ہمیں ایک ایسے علم کی ضرورت ہے جو ہمیں نظر اور فکر میں واقع ہونے والی خطا اور خلل سے بچائے اور جس میں کسی معلوم شے سے کسی مجہول، نامعلوم شے کو حاصل کرنے کے اصول بتائے جائیں تو یہ علم منطق ہے جو انسان کی اس ضرورت کو پورا کرتا ہے۔

علم منطق کی تعریف

هو علم بقوانين تعصم مراعاتها الذهن عن الخطاء في الفكر
ایسے قوانین کا جاننا، جن کی رعایت ذہن کو خطائی فکر سے بچالے۔

وجہ تسمیہ

منطق مصدر ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے: گفتگو کرنا۔ چونکہ یہ علم انسان کے منطق ظاہری و باطنی پر اثر انداز ہوتا ہے، اس لیے اسے منطق کہتے ہیں۔

منطق ظاہری سے مراد ہے: تکلم اور گفتگو۔ اس علم کا جاننے والا جیسی گفتگو پر قادر ہوتا ہے ایسی گفتگو پر اس علم سے ناواقف قادر نہیں ہوتا،

اور منطق باطنی سے مراد اشیاء کا علم ہے۔ منطقی اشیاء کے حقائق، ان کی اجناس، فصول،

۱۔ وہ موجود، جس کا وجود کسی غیر سے ہو جیسے کائنات، آسمان، زمین۔

۲۔ وہ موجود، جس کا وجود کسی غیر سے نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات۔

۳۔ وہ قاعدہ کلیہ، جس کی جزئیات سے اس کے موضوع کے احکام معلوم ہوں۔

انواع، لوازمات اور ان کے خواص کو جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ بخلاف اس کے جو اس علم سے نابلد ہو، وہ اس قسم کے حقائق جاننے پر قادر نہیں ہو سکتا۔

نیز علم منطق کو علم میزان بھی کہتے ہیں۔ میزان کا معنی ترازو ہے۔ یہ علم عقل انسانی کے لیے ترازو کا کام دیتا ہے وہ اس کے ذریعہ افکارِ صحیحہ اور افکارِ فاسدہ کا بخوبی اندازہ لگا سکتی ہے۔^۱

موضوع

منطق کا موضوع^۲ معرف اور حجت ہیں۔

معرف سے مراد وہ معلوماتِ تصور یہ ہیں جو ہمیں کسی مجہولِ تصوری تک پہنچائیں اور وہ معلومِ تصوری جو ہمیں مجہولِ تصوری تک پہنچائے، اسے معرف کہتے ہیں۔

اور حجت سے مراد وہ معلوماتِ تصدیقہ جو ہمیں کسی مجہولِ تصدیقی تک پہنچائیں اور وہ معلومِ تصدیقی جو مجہولِ تصدیقی تک پہنچائے، اسے حجت کہتے ہیں۔

غرض و غایت

ہر علم کی کوئی غرض و غایت ہوتی ہے، ورنہ اس کا حاصل کرنا اور اس کے حصول کے لیے

۱۔ اسے علمِ آلی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ قوتِ عاقلہ کا اثر مطالب تک پہنچاتا ہے۔ آلہ لغت میں ہتھیار کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس واسطے کو کہتے ہیں جو فاعل کے اثر کو اس کے منفعل تک پہنچاتا ہے، جیسے آری وغیرہ۔

۲۔ کسی علم کا موضوع وہ شئی ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے اس علم میں بحث ہوتی ہے۔ مثلاً طب کا موضوع بدنِ انسانی ہے کہ طب میں اس کے عوارض ذاتیہ کے بارے میں ہی بحث ہوتی ہے۔ اسی طرح فعلِ مکلف فقہ کا موضوع ہے کہ فقہ میں اس کے عوارض کے بارے میں ہی بحث ہوتی ہے۔ اسے موضوعِ غاں اس لیے کہتے ہیں کہ یہ خود، اس کا جزء یا اس کی نوع، یا اس کا عرض ذاتی یا نوع، اس علم کے مسئلہ کا موضوع ہے۔

اور عوارض کسی شئی کے وہ احوال ہیں جو اسے عارض ہوتے ہیں۔ یہ دو طرح کے ہوتے ہیں: ذاتیہ اور غریبہ عوارض ذاتیہ وہ عوارض ہیں جو شئی کو بالذات یا اس کے جزء یا کسی امر خارج مساوی کے واسطے سے عارض ہوں۔

اور غریبہ کسی شئی کے وہ احوال ہیں جو اسے کسی امر خارج کے واسطے سے عارض ہوں جو اس شئی سے عام، خاص یا مبائن ہو۔ منطق میں صرف عوارض ذاتیہ ہی کا اعتبار ہوتا ہے۔

کوشش اور محنت کرنا رائیگاں جاتا ہے۔ علم منطق کی غرض اور فائدہ یہ ہے کہ

الإصابة في الفكر و حفظ الراي عن الخطاء في النظر

غور و فکر صحیح ہو اور غور و فکر کرتے وقت رائے غلطی سے محفوظ ہو۔

واضع

سب سے پہلے حکیم ارسطوؑ نے اسکندر رومی کے حکم سے اسے مدون کیا، اس لیے اسے معلم اول کا لقب دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ابو نصر فارابیؒ نے اس فن کو شائستہ بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا، اس لیے اسے معلم ثانی کہا جاتا ہے اور فارابی کی کتب ضائع ہو جانے کے بعد شیخ بوعلی سیناؒ نے اسے تفصیلاً بیان کیا، اس لیے اسے معلم ثالث کہا جاتا ہے۔

مشق

۱۔ نظر و فکر کی تعریف کریں۔

۲۔ علم منطق کی ضرورت کیوں ہے؟

۳۔ علم منطق کو منطق کیوں کہتے ہیں؟

۴۔ علم منطق کی تعریف بیان کریں۔

۵۔ منطق کا موضوع کیا ہے، نیز منطق کا واضع کون ہے؟

۶۔ منطق کی غرض و غایت بیان کریں۔

۱۔ ارسطو کا یونانی نام ارسطاطالیس ہے۔ ۳۲۲ قبل مسیح یونان کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا۔ اسکندر اعظم کا اتالیق، استاد اور وزیر تھا۔ یونان کے اساطین حکمت میں سے ایک تھا۔

۲۔ عظیم مسلم فلسفی اور منطقی تھے۔ پورا نام شیخ ابو نصر محمد بن محمد بن طر حان ہے۔ فاراب میں پیدا ہوئے۔ منطق کا وسیع پیمانے پر عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ ۳۴۰ھ دمشق میں وفات پائی۔

۳۔ شیخ، الرئیس کے لقب سے مشہور ہیں۔ عظیم مسلم فلاسفر میں شمار ہوتا ہے۔ غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ علم و فضل کی بے پناہ دولت رکھتے تھے۔ فن منطق کو نہایت منظم شکل میں ترتیب دیا اور بڑی عمدگی سے مسائل کی وضاحت کی۔

جو تھے معلم، قائد تحریک اسلامی جہاد ہند کے پہلے شہید استاد، مطلق، محقق اور مدقق علامہ فضل الحق خیر آبادی ہیں۔

سبق: ۴

باب اول: تصور۔ معرف

(الفاظ۔ معانی)

الفاظ کا بیان

منطقی اس حیثیت سے کہ وہ منطقی ہے، الفاظ سے بحث کرنا اس کا مقصد نہیں کیونکہ الفاظ سے بحث کرنا اس کی غرض و غایت سے باہر ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسے ایسے الفاظ سے بحث کرنا پڑتی ہے جو معانی پر دلالت کرتے ہیں اور پھر چونکہ افادہ (غیر کو فائدہ پہنچانا) اور استفادہ (غیر سے فائدہ حاصل کرنا) یہ الفاظ کے اپنے معانی پر دلالت کرنے پر ہی موقوف ہے، اس لیے منطقی کتب کی ابتداء میں الفاظ اور دلالت سے بحث کرتے ہیں۔

دلالت کی تعریف

دلالت کا لغوی معنی ہے: رہنمائی کرنا اور اصطلاح میں

كون الشيء بحيث يلزم من العلم به العلم بشئى آخر
کسی چیز کا اس حیثیت سے ہونا کہ اس کے جاننے سے کسی دوسری شے کا جاننا لازم ہو جائے۔

پہلی شے کو دال اور دوسری کو مدلول کہتے ہیں۔ مثلاً جب ہم کسی جگہ سے دھواں اٹھتا دیکھیں تو اس سے ہمیں آگ کا علم ہو جاتا ہے تو دھواں کی اس کیفیت کو دلالت کہتے ہیں۔ اور دھواں کو دال اور آگ کو مدلول کہتے ہیں۔

اقسام

دلالت کی دو قسمیں ہیں:

۲۔ دلالت غیر لفظیہ

۱۔ دلالت لفظیہ

۱۔ یعنی شے کا کسی صفت اور حال میں ہونا۔

دلالت لفظیہ

وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ ہو۔ جیسے لفظ زید کا اپنی ذات پر دلالت کرنا۔

دلالت غیر لفظیہ

وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ نہ ہو۔ جیسے دھواں کا آگ پر دلالت کرنا۔

پھر دلالت لفظیہ اور غیر لفظیہ میں سے ہر ایک کی تین تین اقسام ہیں:

دلالت لفظیہ کی اقسام

دلالت لفظیہ کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ وضعیہ ۲۔ طبعیہ ۳۔ عقلیہ

وضعیہ

وہ دلالت لفظیہ ہے، جس میں دال کی دلالت اپنے مدلول پر وضع کی وضع کے سبب سے ہو۔ جیسے لفظ زید کی دلالت ذات زید پر

طبعیہ

وہ دلالت لفظیہ ہے، جس میں دال کی دلالت اپنے مدلول پر طبیعت کے تقاضا کی وجہ سے ہو۔ جیسے لفظ اُح اُح کی دلالت سینہ کے درد پر۔ درد کے وقت ہماری طبیعت اس قسم کے لفظ نکالنے پر مجبور ہو جایا کرتی ہے۔

عقلیہ

وہ دلالت لفظیہ ہے، جس میں دال کی دلالت اپنے مدلول پر عقل کے حکم کی وجہ سے ہو۔ جیسے لفظ دیز دیز، جو دیوار کے پیچھے سے سنائی دے، اس کی دلالت بولنے والے کے

۱۔ ایک شے کا دوسری شے کے ساتھ اس طرح خاص کر دینا کہ پہلی شے کے جاننے سے ہمیں دوسری شے کا علم ہو جائے تو پہلی شے کو دوسری شے کے ساتھ اس طرح خاص کر دینے کو وضع کہتے ہیں۔ جیسے ہذا کی وضع کسی محسوس اور مبصر شے کیلئے۔ پہلی شے کو موضوع اور دوسری شے کو موضوع لہ کہتے ہیں اور جو خاص کرے، اسے واضح کہتے ہیں۔

وجود پر عقل کے حکم کی وجہ سے ہے۔

دلالت غیر لفظیہ کی اقسام

دلالت غیر لفظیہ کی بھی تین قسمیں ہیں:

۱۔ وضعیہ ۲۔ طبعیہ ۳۔ عقلیہ

وضعیہ

وہ دلالت غیر لفظیہ ہے، جس میں دال کی دلالت اپنے مدلول پر وضع کی وضع کے سبب سے ہو۔ جیسے دوال اربع کی دلالت اپنے مدلولات پر۔

دوال اربع سے مراد نقوش، عقود، اشارات اور نصب ہیں۔ نقوش الفاظ پر، عقود، انگلیوں کی گرہیں مقدار معلوم پر، اشارات سڑک کے موڑ پر لگے اشاروں پر اور نصب سڑکوں پر لگی برجیوں، میلوں پر دلالت کرتی ہیں۔

طبعیہ

وہ دلالت غیر لفظیہ ہے، جس میں دال کی دلالت اپنے مدلول پر طبیعت کے تقاضا کی وجہ سے ہو۔ جیسے گھوڑے کے ہنہانے کی دلالت گھاس اور پانی کی طلب پر۔

عقلیہ

وہ دلالت غیر لفظیہ ہے، جس میں دال کی دلالت اپنے مدلول پر عقل کے حکم کی وجہ سے ہو۔ جیسے دھواں کی دلالت آگ پر۔

مشق

۱۔ دلالت کی تعریف کریں۔

۲۔ دلالت لفظیہ کی تعریف اور اقسام بیان کریں۔

۳۔ دلالت غیر لفظیہ کی تعریف اور اقسام ذکر کریں۔

سبق: ۵

دلالت لفظیہ وضعیہ

منطق میں معتبر دلالت لفظیہ وضعیہ ہے۔ اس لیے اہل منطق دلالت لفظیہ وضعیہ کے متعلق ہی بحث کرتے ہیں کیونکہ افادہ للغیر اور استفادہ من الغیر دلالت لفظیہ وضعیہ کے ساتھ ہی آسانی سے ہوتا ہے۔ بخلاف دلالت کی دوسری اقسام کے، کیونکہ ان کے ذریعے افادہ واستفادہ ہوتا تو ہے مگر مشکل سے خالی نہیں ہوتا۔

اقسام

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں:

- ۱۔ مطابقیہ ۲۔ تضمینیہ ۳۔ التزامیہ

مطابقیہ

وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے کہ لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت کرے۔ جیسے لفظ انسان کی دلالت حیوان ناطق پر۔

دلالت تضمینیہ

وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے جزء پر دلالت کرے۔ جیسے لفظ انسان کی دلالت صرف حیوان یا صرف ناطق پر۔

دلالت التزامیہ

وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے کہ لفظ نہ پورے معنی موضوع لہ پر دلالت کرے اور نہ معنی موضوع لہ کے جزء پر بلکہ معنی موضوع لہ کے لازم (خارج) پر دلالت کرے۔ جیسے لفظی عمی

۱۔ لازم وہ شئی ہے کہ جب ہم معنی موضوع لہ کا تصور کریں تو ہمارا ذہن معنی موضوع لہ سے اس شئی کی طرف منتقل ہو جائے اور اس شئی کے بغیر معنی موضوع لہ کا تصور ہی ذہن میں نہ آ سکے۔ جیسے

خداوت حاتم طائی کے لیے لازم ہے کہ جب ہم حاتم طائی کا تصور کرتے ہیں تو ہمارا ذہن اس کی (بقیہ آگے)

کی دلالت بصر پر یا لفظ حاتم طائی کی دلالت اس کی سخاوت پر۔

دلالت ثلاثہ میں نسبت

دلالت کی ان تین قسموں میں سے ہر کا دوسری سے ایک تعلق ہے جسے نسبت کہا جاتا ہے۔

اس طرح کہ دلالت تفسیمیہ اور دلالت التزامیہ، دلالت مطابقیہ کے بغیر نہیں پائی جاتیں کیونکہ مطابقیہ میں لفظ کی اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت ہوتی ہے اور تفسیمیہ میں لفظ کی اپنے معنی موضوع لہ کے جزء پر اور التزامیہ میں لفظ کی معنی کے لازم پر ہوتی ہے اور جس طرح جزء بغیر کل کے اور لازم بغیر ملزوم کے نہیں پایا جاتا اسی طرح دلالت تفسیمیہ اور التزامیہ بغیر دلالت مطابقیہ کے نہیں پائی جاتیں۔

جبکہ دلالت مطابقیہ دلالت تفسیمیہ اور دلالت التزامیہ کے بغیر پائی جاسکتی ہے کیونکہ بعض اوقات لفظ ایک ایسے معنی کے لیے وضع ہوتا ہے جس کا جزء اور لازم ہی نہیں ہوتا تو جب کسی معنی کا جزء اور لازم نہیں ہوگا تو وہاں دلالت مطابقیہ تو پائی جائے گی لیکن تفسیمیہ اور التزامیہ نہیں پائی جائے گی۔

مشق

منطقی دلالت لفظیہ وضعیہ سے کیوں بحث کرتے ہیں؟

۱۔ دلالت لفظیہ وضعیہ کی کتنی اقسام ہیں؟

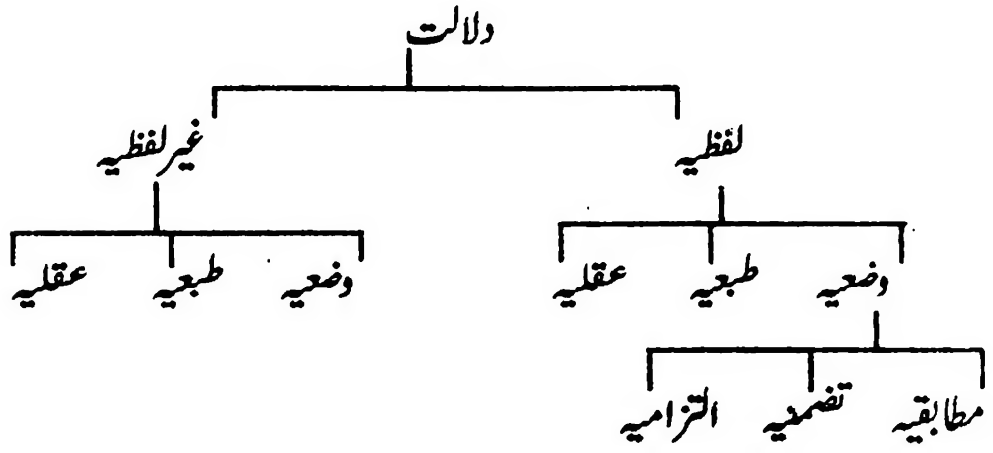
۲۔ دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام کا باہمی تعلق بیان کریں۔

۳۔ مندرجہ ذیل میں دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام کی پہچان کریں:

حاتم طائی کی دلالت سخاوت پر۔ کتاب کی دلالت باب پر۔ ہمار کی دلالت حیوان ناهق پر۔

درخت کی دلالت شاخ پر۔

جدول: ۲



سبق: ۶۰

دال (لفظ موضوع) کی اقسام

دال، ہر وہ لفظ جو کسی معنی پر دلالت کرنے کے لیے موضوع ہو، کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مفرد ۲۔ مرکب

مفرد

هو مالا يقصد بجزئه الدلالة على جزء معناه

وہ لفظ موضوع ہے، جس کے اجزاء سے اس کے معنی کے اجزاء پر دلالت کا قصد نہ کیا

جائے۔

جیسے لفظ زید کہ اس کے اجزاء: ز۔ ی۔ د، اس کے معنی کے اجزاء پر دلالت کا قصد نہیں

کرتے۔

مرکب

هو ما يقصد بجزئه الدلالة على جزء معناه

وہ لفظ موضوع ہے، جس کے اجزاء سے اس کے معنی کے اجزاء پر دلالت کا قصد کیا

جائے۔ جیسے زید قائم ہے۔

شروط

مرکب کی ترکیب کے لیے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ لفظ کا جزء ہو۔ ۲۔ معنی کا جزء ہو۔

۳۔ جزء معنی پر دلالت کرے۔ ۴۔ وہ دلالت مقصود ہو۔

ان میں سے اگر کوئی شرط مفقود ہو تو لفظ مرکب نہ ہوگا، مفرد ہوگا۔ مثلاً

۱۔ لفظ کا جزء نہ ہو۔ جیسے ہمزہ استفہام

۲۔ لفظ کا جزء ہو لیکن معنی نہ ہو۔ جیسے لفظ زید، اس کے اجزاء: ز۔ ی۔ د، تو ہیں لیکن ان کا

کوئی معنی نہیں۔

۳۔ لفظ ہو، اس کے اجزاء بھی ہوں، ان کا معنی بھی ہو لیکن وہ معنی مقصود نہ ہو۔ جیسے لفظ عبد اللہ جب کسی کا علم رکھ دیا جائے۔ اس کا ایک جزء عبد ہے جو ایک معنی عبودیت پر دل ہے، لیکن یہاں یہ معنی مقصود نہیں، یہاں مقصود ذات شخص ہے۔

۴۔ لفظ ہو، اجزاء بھی ہوں ان کا معنی بھی ہو، وہ مقصود پر دلالت بھی کریں لیکن وہ دلالت مقصود نہ ہو، جیسے حیوان ناطق، جب کسی شخص انسان کا نام رکھ دیا جائے۔

مفرد کی اقسام

لفظ مفرد کی کئی اعتبار سے تقسیم کی جاتی ہے:

۱۔ استقلال معنی کے اعتبار سے اقسام ۲۔ وحدت و کثرت معنی کے اعتبار سے اقسام

۱۔ استقلال معنی کے اعتبار سے اقسام

اس اعتبار سے مفرد کی تین اقسام ہیں: ۱۔ اسم ۲۔ کلمہ ۳۔ اداء

اسم

وہ لفظ مفرد ہے، جس کا معنی مفہومیت کے اعتبار سے مستقل ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ، محمد (ﷺ)

کلمہ

وہ لفظ مفرد ہے، جس کا معنی مفہومیت کے اعتبار سے مستقل ہو اور اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔ جیسے نصر۔

اسے منطقیوں کی اصطلاح میں کلمہ اور نحو یوں کی اصطلاح میں فعل کہتے ہیں۔

اداء

وہ لفظ مفرد ہے، جو اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل نہ ہو۔

۱۔ منطقیوں کی اصطلاح میں اداء اور نحو یوں کی اصطلاح میں حرف کہتے ہیں۔ جیسے

۱۔ جس کا معنی سمجھنے کے لیے کسی ضم ضمیمہ کی ضرورت نہ ہو۔

من، الی۔

۲۔ وحدت و کثرت معنی کے اعتبار سے اقسام

اس اعتبار سے مفرد کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ متحد المعنی ۲۔ متکثر المعنی
متحد المعنی

وہ لفظ مفرد ہے، جس کا ایک معنی ہو۔ اس کی تین اقسام ہیں:

۱۔ علم ۲۔ متواطی ۳۔ مشکک

علم: وہ مفرد ہے، جس کا ایک معنی ہو اور وہ معین و مشخص ہو جیسے (سیدنا) علی المرتضیٰ
متواطی: وہ مفرد ہے، جس کا معنی تو ایک ہو مگر اس کا صدق بہت سے افراد پر آئے اور
تمام افراد پر اس کا صدق برابر ہو۔ وہاں اولیت، اولویت، شدیت، اور ازدیت کا
کوئی فرق نہ ہو۔ جیسے انسان کا اپنے افراد مثلاً زید، عمر، بکر وغیرہ پر صادق آنا۔
اسے متواطی اس لیے کہتے ہیں کہ متواطی، تو اطا سے مشتق ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے:
متفق ہونا، چونکہ اس لفظ کے معنی عام کے صادق آنے میں تمام افراد متفق ہوتے ہیں، اس
لیے اسے متواطی کہتے ہیں۔

مشکک

وہ مفرد ہے، جس کا ایک معنی ہو، اس کا صدق بہت سے افراد پر آئے اور تمام افراد پر

۱۔ اسے جزئی کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ تعریف میں اسم اشارہ اور اسم ضمیر بھی شامل ہو سکیں۔

۲۔ یہ کہ کلی کا ثبوت اپنے بعض افراد کے لیے دوسرے بعض افراد میں ثبوت کی علت ہو جیسے وجود، واجب باری
تعالیٰ اور ممکن کے لیے

۳۔ یہ کہ کلی کا ثبوت بعض افراد کیلئے بالذات اور دوسرے بعض کے لیے بالتبع ہو۔ جیسے روشنی سورج اور چاند کیلئے
۴۔ یہ کہ کلی کا ثبوت کیفیت کے لحاظ سے بعض افراد میں بہ نسبت دوسرے افراد کے زیادہ ہو۔ جیسے سفیدی، برف
اور ہاتھی دانت کے لیے

۵۔ یہ کہ کلی کا ثبوت کیت کے لحاظ سے بعض افراد میں بہ نسبت دوسرے افراد کے زیادہ ہو۔ جیسے دو کلو گرام، ایک کلو
گرام

اس کا صدق برابر نہ ہو۔ بلکہ اپنے بعض افراد پر اول، اولیٰ اور اشد صادق آئے اور اپنے دوسرے بعض افراد پر ان کی اضداد سے صادق آئے۔ مثلاً ابیض اپنے بعض افراد پر زیادہ اور بعض پر کم صادق آتا ہے کیونکہ بعض اشیاء زیادہ سفید ہوتی ہیں بعض تھوڑی سفید۔

مشکل کو مشکل اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا لغوی معنی ہے: شک میں ڈالنے والا، چونکہ یہ اپنے دیکھنے والے کو شک میں ڈال دیتا ہے وہ یہ تمیز نہیں کر پاتا کہ یہ متواطی ہے یا مشترک؟ اس لیے اسے مشکل کہتے ہیں۔

متکثر المعنی

وہ لفظ مفرد ہے، جس کے بہت سے معانی ہوں۔ اس کی چار اقسام ہیں:

۱۔ مشترک ۲۔ منقول ۳۔ حقیقت ۴۔ مجاز

مشترک

وہ مفرد ہے جس کے بہت سے مختلف معانی ہوں اور وضع نے اسے ابتداء ہی سے ہر معنی کے لیے علیحدہ علیحدہ وضع کیا ہو۔ جیسے لفظ عین، اس کا معنی آنکھ بھی ہے، چشمہ بھی ہے، جاسوس بھی ہے وغیرہ۔

منقول

وہ مفرد ہے، جسے وضع نے ابتداء میں تو ایک معنی کے لئے وضع کیا ہو پھر بعد میں کسی دوسرے معنی کے لیے استعمال کیا جانے لگا ہو اور دوسرے معنی میں اس کا استعمال اس طرح مشہور ہو گیا ہو کہ اس کا پہلا معنی موضوع لہ بالکل چھوڑ دیا گیا ہو۔

۱۔ کیونکہ وہ کثیر افراد پر صادق آنے کی وجہ سے اسے متواطی لگتا ہے اور افراد مختلف ہونے کی وجہ سے مشترک لگتا ہے۔

۲۔ یاد رہے کہ نقل کرتے وقت معنی اول اور معنی ثانی میں مناسبت کا ہونا ضروری ہے۔ اگر بغیر مناسبت کے نقل ہو تو اسے منقول نہیں مریجہل کہا جائے گا۔ جو نقل کرے اسے ناقل، جس معنی سے نقل کیا گیا ہو اسے منقول عنہ اور جس معنی کی طرف نقل کیا گیا اسے منقول الیہ کہتے ہیں۔ جیسے لفظ صلوة، منقول، شارع ناقل، معنی اول، دعا منقول عنہ اور معنی ثانی ارکان مخصوصہ منقول الیہ ہے۔

ناقل کے اعتبار سے منقول کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ شرعی ۲۔ عرفی ۳۔ اصطلاحی
منقول شرعی: اگر ناقل ار باب شرع ہوں تو اسے منقول شرعی کہتے ہیں، جیسے لفظ صلوٰۃ،
اس کا لغوی معنی تو دعا ہے لیکن شارع کے نزدیک صلوٰۃ ارکان مخصوصہ کو کہتے ہیں۔
منقول عرفی: اگر ناقل عرف عام والے ہوں تو اسے منقول عرفی کہتے ہیں، جیسے لفظ دلبہ کا
لغوی معنی تو ہر وہ جانور ہے جو زمین پر ریگ کر چلے، لیکن عرف عام میں گھوڑوں اور
چو پاؤں کو دلبہ کہا جاتا ہے۔

منقول اصطلاحی: اگر ناقل ایک مخصوص طبقہ اور گروہ ہو تو اسے منقول اصطلاحی کہتے
ہیں۔ جیسے لفظ اسم کا لغوی معنی بلندی اور علو ہے، لیکن نحو یوں کے نزدیک اسم وہ کلمہ ہے جو تنہا
اپنا معنی دے اور کوئی زمانہ اس میں نہ پایا جائے۔

حقیقت

وہ مفرد ہے کہ وضع نے اسے جس معنی کے لیے وضع کیا ہو، وہ اپنے اسی معنی میں
استعمال ہو۔ جیسے لفظ اسد جب حیوان مفترس کے معنی میں استعمال ہو۔
اسے حقیقت اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اپنے معنی پر ثابت اور قائم رہتا ہے۔

مجاز

وہ مفرد ہے، جو معنی موضوع لہ کے غیر میں استعمال کیا جائے جیسے لفظ اسد، جب رجل
شجاع (بہادر مرد) کے معنی میں استعمال ہو۔
اسے مجاز اسلئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے معنی پر ثابت نہیں رہتا بلکہ اور طرف تجاوز کر جاتا ہے۔

مرکب کی اقسام

مرکب کی دو اقسام ہیں: ۱۔ تام ۲۔ ناقص

هو ما يفيد فائدة تامة ويصح السكوت عليه

۱۔ اور اگر بہت سے ایسے الفاظ ہوں جن کا معنی ایک ہو تو ان کو ایک دوسرے کا مترادف کہا جاتا ہے۔ جیسے لفظ
اسد اور لیث مترادف ہیں کیونکہ دونوں کا معنی شیر ہے۔

وہ مرکب ہے جس کے سننے سے سامع کو پورا فائدہ حاصل ہو اور اس پر خاموش رہنا اس کے لیے صحیح ہو۔

مرکب تام کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ خبر و قضیہ ۲۔ انشاء

خبر و قضیہ: وہ مرکب تام ہے، جو صدق و کذب کا احتمال رکھے۔

اسے خبر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں کسی امر واقع کی حکایت ہوتی ہے۔ اور قضیہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں کسی امر کے ہونے یا نہ ہونے اور کرنے یا نہ کرنے کا حکم ہوتا ہے۔
جیسے زید قائم

انشاء: وہ مرکب تام ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جاسکے۔ اس کی متعدد اقسام ہیں: امر، نہی، سہتمنی، تہجی، استفہام، اور ندائے وغیرہ

مرکب ناقص

هو ما لا يفيد فائدة تامة ولا يصح السكوت عليه

وہ مرکب ہے، جسکے سننے کے بعد خاموش رہنا صحیح نہ ہو بلکہ مزید سننے کا انتظار باقی رہے۔

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ تقییدی ۲۔ غیر تقییدی

تقییدی: وہ مرکب ناقص ہے، جس کا دوسرا جزء پہلے جزء کی قید میں ہو جیسے غلام زید، رجل فاضل وغیرہ

غیر تقییدی: وہ مرکب ناقص ہے، جس کا دوسرا جزء پہلے جزء کی قید میں نہ ہو۔ جیسے فی

الدار، خمسة عشر

۴

۱۔ اس لیے کہ اس میں کسی شئی کی حکایت نہیں ہوتی بلکہ ایجاد ہوتی ہے۔ ۲۔ اَعْبُدُوا اللَّهَ

۳۔ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۴۔ لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا ۵۔ يَلَيْتَنِي كُنْتُ ثَرْبًا

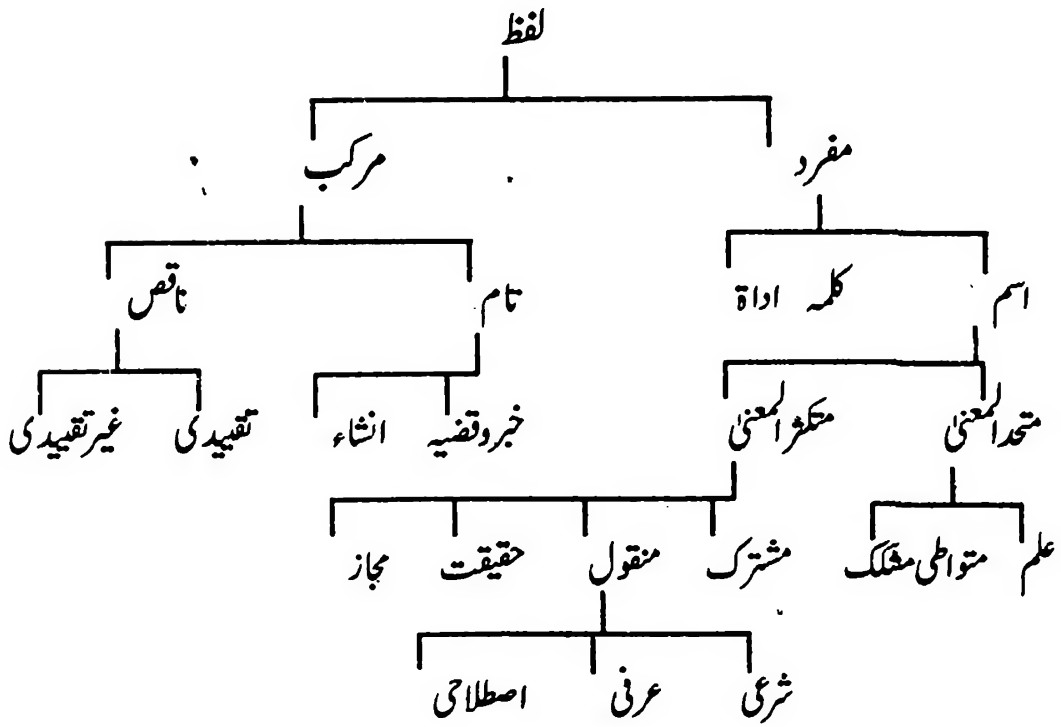
۶۔ أَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا ۷۔ يَا رَسُولَ اللَّهِ انظر حالنا

۸۔ خواہ یہ قید اضافت کے ساتھ ہو۔ جیسے کتاب زید، خواہ مفت کے ساتھ ہو۔ جیسے قلم جمیل

مشق

- ۱۔ لفظ مفرد سے کیا مراد ہے؟
- ۲۔ مرکب کسے کہتے ہیں؟
- ۳۔ مرکب کے لیے کتنی شرائط کا ہونا ضروری ہے؟
- ۴۔ مفرد کی کتنی صورتیں ہیں؟
- ۵۔ مفرد اور مرکب الگ الگ کریں:
- ناصر۔ عبدالرحمن۔ کلیم سورہا ہے۔ شیر محمد محنتی ہے۔
- ۶۔ علم، متواظی اور مشکک کی تعریفیں کریں۔
- ۷۔ مفرد متکثر المعنی کی اقسام تفصیل سے لکھیں۔
- ۸۔ مرکب کی اقسام وضاحت سے ذکر کریں۔

جدول: ۳



سبق: ۷

معانی کا بیان

مفہوم

ماحصل فی الذہن

ہر وہ شئی جو ذہن میں آئے، اس اعتبار سے کہ وہ لفظ سے سمجھی جائے اسے مفہوم کہتے ہیں، اس اعتبار سے کہ لفظ سے اس کا ارادہ کیا جائے اسے معنی اور مقصود کہتے ہیں اور اس اعتبار سے کہ لفظ اس پر دلالت کرے، اسے مدلول کہتے ہیں۔

اقسام

مفہوم کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ جزئی ۲۔ کلی

جزئی

الجزئی مفہوم امتنع فرض صدقہ علی کثیرین

جزئی وہ مفہوم ہے، جس کا کثیر افراد پر صادق آنا عقلاً ممتنع ہو، اس کا صدق ایک معین شئی پر آئے۔ جیسے خاتم النبیین۔

کلی

الکلی مفہوم لا یمتنع فرض صدقہ علی کثیرین

کلی وہ مفہوم ہے، جس کا کثیر افراد پر صادق آنا عقلاً ممتنع نہ ہو، عقل اسے جائز قرار دے جیسے یا ایہا الناس اعبدوا۔

کلی کی جزئیات اور افراد

وہ امور اور اشیاء جن پر کلی صادق آئے انہیں کلی کی جزئیات اور افراد کہتے ہیں۔ افراد و جزئیات کے خارج میں موجود ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے کلی کی کئی انواع ہیں:

۱:- وہ کلی ہے، جس کے افراد کا خارج میں پایا جانا ممتنع ہے۔ جیسے لاشی، لامکن، اسے کلی فرضی کہتے ہیں۔^۱

۲:- وہ کلی ہے، جس کے افراد کا خارج میں پایا جانا ممکن تو ہے لیکن اس کا کوئی فرد نہیں پایا جاتا۔ جیسے عنقاء اور یا قوت کا پہاڑ

۳:- وہ کلی ہے، جس کا خارج میں صرف ایک فرد پایا جاتا ہے۔ جیسے واجب باری تعالیٰ اور سورج۔^۲

۴:- وہ کلی ہے، جس کے کثیر افراد پائے جاتے ہیں مگر متناہی ہیں۔ جیسے کواکب سیارہ شمس، قمر، مریخ، زہرہ، زحل، عطارد اور مشتری وغیرہ

۵:- وہ کلی ہے، جس کے غیر متناہی افراد پائے جاتے ہیں۔ جیسے معلومات باری تعالیٰ

مشق

۱- مفہوم اور اس کی اقسام کی تعریفیں کریں۔

۲- جزئیات اور افراد سے کیا مراد ہے؟

۳- کلی کی، خارج میں افراد کے ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے کتنی انواع ہیں؟

۴- کواکب سیارہ کی کتنی تعداد ہے؟

۱- حقیقت میں یہ کلی نہیں، لیکن چونکہ منطقی نہیں کلی شمار کرتے ہیں اس لیے انہیں کلیات فرضیہ کہا جاتا ہے۔

۲- ان میں فرق یہ ہے کہ واجب باری تعالیٰ کے ساتھ غیر کا پایا جانا محال ہے جبکہ سورج کے ساتھ غیر کا پایا جانا ممکن ہے۔

سبق: ۸

کلیوں کے درمیان نسبت

ہر دو کلیوں کے درمیان کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہوتا ہے اور یہ تعلق چار طرح کا ہوتا ہے:

- ۱۔ تساوی ۲۔ تباین ۳۔ عموم خصوص مطلق ۴۔ عموم خصوص من وجہ
- کلیوں کے درمیان اس تعلق کو نسبت کہتے ہیں۔

تساوی

وہ نسبت ہے، جس کی بناء پر دو کلیوں میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر کلیۃً صادق آئے، جیسے انسان اور ناطق کہ انسان ناطق کے ہر فرد پر صادق آتا ہے اور ناطق انسان کے ہر فرد پر، ایسی دو کلیوں کو متساوین کہتے ہیں۔

تباین

وہ نسبت ہے، جس کی بناء پر دو کلیوں میں سے کوئی کلی بھی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آئے۔ جیسے انسان اور فرس کہ انسان فرس کے کسی فرد پر صادق نہیں آتا اور فرس انسان کے کسی فرد پر صادق نہیں آتا۔ ایسی دو کلیوں کو متباینین کہتے ہیں۔

عموم و خصوص مطلق

وہ نسبت ہے، جس کی بناء پر ایک کلی تو دوسری کلی کے ہر فرد پر صادق آئے مگر دوسری کلی پہلی کلی کے بعض افراد پر صادق آئے اور بعض پر صادق نہ آئے۔ جیسے حیوان اور انسان کہ حیوان تو انسان کے ہر فرد پر صادق آتا ہے لیکن انسان حیوان کے بعض افراد پر صادق آتا ہے، بعض پر نہیں۔

وہ کلی جو دوسری کلی کے ہر فرد پر صادق آئے، اسے اعم مطلق اور وہ کلی جو دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق آئے، اسے اخص مطلق کہتے ہیں۔ حیوان اعم مطلق ہے اور انسان اخص مطلق ہے۔

عموم و خصوص من وجہ

وہ نسبت ہے، جس کی بناء پر دو کلیوں کے درمیان کسی جانب سے بھی تصادق کلی نہ ہو، ایک کلی دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق آئے اور دوسری کلی بھی پہلی کلی کے بعض افراد پر صادق آئے۔ جیسے ابیض اور حیوان، ان دونوں میں سے ہر ایک کو اعم اخص من وجہ کہتے ہیں۔

مشق

۱۔ نسبت کسے کہتے ہیں؟

۲۔ نسبت کی کتنی قسمیں ہیں؟

۳۔ درج ذیل دو کلیوں میں کون سی نسبت پائی جاتی ہے؟

الکتاب القرآن، رسول نبی، مسلم کافر، مومن منافق، حیوان انسان، شجر حجر، فرس صاہل، حیوان ابیض، جسم نامی، درخت انار، انسان اسود، انسان حجر، انسان ناطق

سبق: ۹

جزئی اور کلی کی اقسام

جزئی کی اقسام

جزئی کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ جزئی حقیقی ۲۔ جزئی اضافی

جزئی حقیقی

وہ مفہوم ہے، جس کا صدق کثیر افراد پر ممتنع ہو اور ایک شخص معین پر آئے۔
اسے حقیقی اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا جزئی ہونا اپنی ذات کی وجہ سے ہوتا ہے۔

جزئی اضافی

وہو ما کان أخص تحت الأعم

ہر شئی جو عام کے تحت داخل ہو کر خاص ہو جائے، اسے جزئی اضافی کہتے ہیں۔ مثلاً
انسان جزئی اضافی ہے کیونکہ یہ حیوان کے تحت داخل ہے جو انسان سے اعم ہے۔ اسی طرح
حیوان جزئی اضافی ہے کیونکہ یہ جسم نامی کے تحت داخل ہے اسی طرح جسم نامی جزئی اضافی
ہے کیونکہ یہ جسم مطلق کے تحت داخل ہے۔

نسبت

جزئی حقیقی اور جزئی اضافی کے درمیان نسبت عموم و خصوص مطلق کی پائی جاتی ہے۔
کیونکہ وہ جزئی جو حقیقی ہوگی اس پر جزئی اضافی کا صدق ضرور آئے گا اور جو جزئی اضافی ہو،
اس پر جزئی حقیقی کا صدق ضروری نہیں۔ مثلاً زید یہ جزئی اضافی بھی ہے اور جزئی حقیقی بھی۔
انسان، یہ جزئی اضافی تو ہے لیکن جزئی حقیقی نہیں کیونکہ اس کا صدق کثیر افراد پر عقلاً ممتنع
نہیں اور جزئی حقیقی کا صدق کثیر افراد پر عقلاً ممتنع ہوتا ہے۔

۱۔ کیونکہ یہ عام کے تحت داخل ہو کر اس کے فرد بن جاتے ہیں اور خاص ہو جاتے ہیں۔

کلی کی اقسام

الف: اپنے افراد کی حقیقت ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے کلی کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ذاتی ۲۔ عرضی

کلی ذاتی

وہ کلی ہے، جو اپنے افراد کی پوری حقیقت لیا حقیقت کا جزء ہو۔ جیسے انسان، کہ یہ اپنے افراد زید، عمر، خالد کی پوری حقیقت ہے اور حیوان کہ یہ اپنے افراد کی حقیقت کا جزء ہے۔

کلی عرضی ۲

وہ کلی ہے، جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو۔ جیسے ضاحک، یہ انسان کی نہ پوری حقیقت ہے اور نہ حقیقت کا جزء ہے بلکہ اس کی حقیقت سے خارج ہے۔

کلی ذاتی کی اقسام

کلی ذاتی کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ جنس ۲۔ نوع ۳۔ فصل

جنس: الجنس کلی مقول علی کثیرین مختلفین بالحقائق فی جواب ماہو وہ کلی ذاتی ہے، جو بہت سے افراد پر، جن کی حقیقت مختلف ہو، ماہو کے جواب میں محمول ہو۔ جیسے حیوان انسان، فرس، غنم، بقر کے لیے جنس ہے۔

جنس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ قریب ۲۔ بعید

جنس قریب: کسی ماہیت کی وہ جنس ہے، جو اپنی نوع کے افراد کے لیے بلا واسطہ ہو۔ جیسے حیوان اپنے افراد انسان، فرس وغیرہ کے لیے جنس قریب ہے۔

جنس بعید: کسی ماہیت کی وہ جنس ہے، جو اپنی نوع کے افراد کے لیے بالواسطہ ہو۔ جیسے جسم

۱۔ ماہہ الشی ہو ہو، جس سے شئی ثابت ہو اور وجود میں آجائے۔ یعنی جس سے کوئی شئی مل کر بنے۔ جیسے نماز کی حقیقت قیام، قرأت، رکوع، سجود اور قعدہ ہے۔

۲۔ عرضی عرض سے ہے اور عرض وہ امر ہے، جو حقیقت کے علاوہ ہو۔ جیسے نماز کے لیے تسبیح، دعا وغیرہ۔

نامی اپنے افراد کے لیے جنس بعید ہے^۱۔

نوع

النوع کلی مقول علی کثیرین متفقین بالحقائق فی جواب ما هو وہ کلی ذاتی ہے، جو بہت سے ایسے افراد پر، جن کی حقیقت ایک ہو، ماہو کے جواب میں محمول ہو۔ جیسے انسان اپنے افراد زید، عمر، بکر وغیرہ کے لیے نوع ہے۔

نوع کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ حقیقی ۲۔ اضافی

نوع حقیقی: وہ نوع ہے جو ایک حقیقت کے افراد کے بارے ماہو کے جواب میں محمول ہوتی ہے۔ جیسے انسان اپنے افراد کے لیے نوع حقیقی ہے۔

اضافی: وہ نوع ہے جو کسی جنس کے تحت واقع ہو کر ماہو کے جواب میں محمول ہو۔ جیسے انسان جب حیوان کے تحت اور حیوان جسم نامی کے تحت واقع ہو۔

فصل

الفصل کلی مقول علی الشئی فی جواب ای شئی ہو فی ذاته

فصل وہ کلی ذاتی ہے جو ای شئی ہو فی ذاته کے جواب میں آئے۔

جیسے ناطق انسان کے لیے فصل ہے۔ کیونکہ ناطق انسان کو اس کے ساتھ حیوانیت میں شریک تمام افراد سے جدا کر دیتا ہے۔

فصل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ قریب ۲۔ بعید

فصل قریب: هو المميز عن المشار کات فی الجنس القریب

کسی ماہیت کی وہ فصل ہے، جو اپنی حقیقت کے افراد کو جنس قریب کے مشارکات سے تمیز دے۔ جیسے ناطق انسان کے لیے فصل قریب ہے۔

فصل بعید: هو المميز عن المشار کات فی الجنس البعید

کسی ماہیت کی وہ فصل ہے، جو اپنی ماہیت کے افراد کو جنس بعید کے مشارکات سے تمیز

۱۔ اگر یہ ایک واسطہ کے ساتھ ہو تو اسے بعید اور اگر دو واسطوں کے ساتھ ہو تو اسے بعد کہتے ہیں۔

دے۔ جیسے حساس انسان کے لیے فصل بعید ہے۔

نسبت کے اعتبار سے فصل کی اقسام

فصل کی ایک نسبت نوع کے ساتھ ہے کہ یہ نوع کو تمیز دیتی ہے۔ اور ایک نسبت جنس کے ساتھ ہے کہ اس سے تمیز دیتی ہے۔ نوع اور جنس سے یہ نسبت ہونے کے اعتبار سے فصل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مقوم ۲۔ مقسم

مقوم: فصل کو نوع کے اعتبار سے مقوم کہتے ہیں۔ مقوم کا معنی ہے: قوام اور حقیقت میں داخل ہونے والا، تو چونکہ فصل نوع کی حقیقت میں داخل ہوتی ہے اس لیے اسے نوع کی نسبت سے مقوم کہتے ہیں، جیسے ناطق انسان کے لیے مقوم ہے۔

پھر اس کا حکم یہ ہے کہ ہر وہ فصل جو عالی کے لیے مقوم ہوگی وہ سافل کے لیے بھی مقوم ہوگی اور جو فصل سافل کے لیے مقوم ہو ضروری نہیں کہ وہ عالی کے لیے بھی مقوم ہو۔ جیسے قابل للابعاد الثلاثة ہونا جسم مطلق کے لیے مقوم ہے۔ اسی طرح یہ جسم نامی کے لیے بھی مقوم ہے، حیوان اور انسان کے لیے بھی مقوم ہے۔ جبکہ ناطق، انسان کے لیے تو مقوم ہے لیکن حیوان، جسم نامی اور جسم مطلق کے لیے مقوم نہیں بلکہ مقسم ہے۔

مقسم: فصل کو جنس کے اعتبار سے مقسم کہتے ہیں۔ کیونکہ مقسم کا معنی ہے: تقسیم کرنیوالا اور فصل چونکہ جنس کی تقسیم کر دیتی ہے اس لیے اسے جنس کی نسبت سے مقسم کہتے ہیں۔ جیسے ناطق، حیوان کیلئے مقسم ہے کیونکہ یہ حیوان کو حیوان ناطق اور غیر ناطق میں تقسیم کر دیتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ہر وہ فصل جو سافل کے لیے مقسم ہوگی وہ عالی کے لیے بھی مقسم

۱۔ ابعاد ثلاثہ سے مراد طول، عرض اور عمق ہے۔ جسم وہ چیز ہے جو طول، عرض، عمق تینوں کو قبول کرے اور جسم کی ایک طرف کو سطح کہتے ہیں جو صرف طول اور عرض کو قبول کرتی ہے اور سطح کی ایک طرف کو خط کہتے ہیں۔ خط وہ ہوتا ہے جو صرف طول کو قبول کرے اور خط کے ایک کنارے کو نقطہ کہتے ہیں۔

۲۔ یاد رہے کہ اہل منطق نے کلیات کے لیے ایک ترتیب مقرر کر رکھی ہے تاکہ اس طرح وہ مثال دے سکیں اور مبتدی طالب علم کے لیے اس کا سمجھنا آسان ہو جائے وہ ترتیب یہ ہے: سب سے نیچے انسان، اس کے اوپر حیوان، اس کے اوپر جسم نامی، اس کے اوپر جسم مطلق اور سب کے اوپر جوہر ہے۔

ہوگی۔ جیسے ناطق، جس طرح یہ حیوان کیلئے مقسم ہے، اسی طرح یہ جسم نامی اور جسم مطلق کیلئے بھی مقسم ہے، لیکن جو فصل عالی کے لیے مقسم ہو، ضروری نہیں کہ وہ سافل کے لیے بھی مقسم ہو۔ جیسے حساس، یہ جسم نامی کے لیے تو مقسم ہے کہ اس نے جسم نامی کی تقسیم کردی: جسم نامی حساس اور جسم نامی غیر حساس۔ لیکن یہ حیوان کے لیے مقسم نہیں بلکہ مقوم ہے۔

ما اور آی کا مفہوم

منطقی ما اور آی دونوں کلمے استفہام کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جب کسی شے کی حقیقت کے متعلق سوال کرنا مقصود ہو تو ما سے کرتے ہیں۔ مثلاً ہم کہیں: ”الانسان ما هو“ تو مقصد یہ ہوگا کہ انسان کی حقیقت کیا ہے، تو اس کے جواب میں حیوان ناطق آئے گا۔ اب ما سے یا تو ایک شے کے متعلق سوال کیا جائے گا یا دو یا دو سے زیادہ اشیاء کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اگر ما سے ایک شے کے متعلق سوال کیا جائے گا تو مقصد یہ ہوگا کہ کوئی ایسی حقیقت بتاؤ جو اس شے کے ساتھ مختص ہو تو جواب میں حقیقت مختصہ آئے گی۔ مثلاً

جب ہم یہ کہیں: ”الانسان ما هو“ تو اس کا مقصد یہ ہے کہ کوئی ایسی حقیقت بتاؤ جو انسان کے ساتھ خاص ہے تو جواب میں حیوان ناطق آئے گا کیونکہ انسان کی یہی حقیقت مختصہ ہے۔ اور جب بہت سی اشیاء کے متعلق ما ہو تو اس سے سوال کریں تو مقصد یہ ہوتا ہے کہ کوئی ایسی حقیقت بتاؤ جو ان تمام میں جزء مشترک ہو اور کوئی فرد اس جزء سے خارج نہ ہو، جیسے جب ہم یہ کہیں ”الانسان والبقر والغنم ما ہی“ تو ان کے جواب میں حیوان آئے گا کیونکہ یہی جزء ان تمام میں مشترک ہے اور اگر ان کے ساتھ سوال میں شجر کو ملا دیں تو جواب میں جسم نامی آئے گا کیونکہ جسم نامی ان تمام میں جزء مشترک ہے اور اگر ان کے ساتھ حجر کو بھی ملا دیں تو جواب میں جسم مطلق آئے گا کیونکہ یہی حقیقت ان تمام میں جزء مشترک ہے اس لیے کہ اس طرح حجر اس سے خارج ہو جائے گا۔ حالانکہ ما سے مقصود تو ایسا جزء بتانا تھا جو تمام میں مشترک ہو اور کوئی جزئی اس سے خارج نہ ہو۔ اور جب ممیز طلب کرنا ہو یعنی ایک ماہیت کے افراد کو

دوسری ماہیات کے افراد سے تمیز دینا مقصود ہو تو منطقی کلمہ ای سے سوال کرتے ہیں مثلاً کوئی سوال کرے: ”الانسان ای حیوان هو فی ذاته“ اس سے مقصد یہ ہوتا کہ انسان کی ذاتیات میں سے کوئی ایسی ذات بتائی جائے جو اسے حیوان میں شریک دیگر ماہیات سے ممتاز کر دے۔ جیسے ناطق، کہ اپنی ماہیت، انسان کے افراد کو حیوان کے دیگر افراد سے ممتاز کر دیتا ہے۔

کلی عرضی کی اقسام

کلی عرضی کی اولاد دو قسمیں ہیں: ۱۔ خاصہ ۲۔ عرض عام

خاصہ

خاصہ وہ کلی عرضی ہے، جس کا صدق بہت سے ایسے افراد پر آئے جن کی حقیقت ایک ہو۔ جیسے ضاحک، یہ انسان کے افراد کے لیے خاصہ ہے۔

عرض عام

وہ کلی عرضی ہے، جس کا صدق بہت سے ایسے افراد پر آئے جن کی حقیقتیں مختلف ہوں، جیسے ماشی اس کا صدق انسان غنم، اور فرس وغیرہ سب پر آتا ہے جن کی حقیقتیں مختلف ہیں۔

لزام کے اعتبار سے کلی عرضی کی اقسام

اس اعتبار سے کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ لازم ۲۔ مفارق

لازم: وہ کلی عرضی ہے جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممنوع ہو۔

مفارق: وہ کلی عرضی ہے جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن ہو۔

عرض لازم کی اقسام

عرض لازم کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ لازم الماہیت ۲۔ لازم الوجود

۱۔ پھر خاصہ کی دو قسمیں ہیں: شاملہ اور غیر شاملہ۔ شاملہ، وہ خاصہ ہے جو ایک حقیقت کے تمام افراد کے ساتھ خاص ہو۔ جیسے انسان کے لیے کاتب بالقوہ ہونا اور غیر شاملہ، وہ خاصہ ہے جو ایک حقیقت کے تمام افراد کے ساتھ خاص نہ ہو۔ جیسے انسان کے لیے کاتب بالفعل ہونا۔

۲۔ کسی امر خارج کا اس طرح ہونا کہ اس کے بغیر موضوع لہ کا تصور مشکل ہو۔

لازم الماہیت: وہ کلی عرضی ہے جس کا اپنے معروض سے اپنی ماہیت کی وجہ سے جدا ہونا ممتنع ہو، یعنی معروض کی ماہیت اس بات کی مقتضی ہو کہ وہ لازم اس سے جدا نہ ہو۔ جیسے زوجیت (جفت ہونا) اربعہ (چار) کے لیے لازم ہے کیونکہ اربعہ کی ماہیت یہ چاہتی ہے کہ جفت ہونا اس سے جدا نہ ہو۔

لازم الوجود: وہ کلی عرضی ہے، جس کا اپنے معروض سے اس کے وجود کی وجہ سے جدا ہونا ممتنع ہو، یعنی معروض کا وجود اس بات کا مقتضی ہو کہ وہ لازم اس سے جدا نہ ہو۔ جیسے سیاہ ہونا جہشی کے لیے لازم الوجود ہے کیونکہ جہشی کی ماہیت تو انسان ہے اور انسان کے لیے تو سیاہ ہونا لازم نہیں لیکن جہشی کا وجود سیاہ ہونے کا مقتضی ہے۔

لازم الوجود کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ خارجی ۲۔ ذہنی

لازم الوجود خارجی: کسی امر خارج کا اس طرح ہونا کہ معنی موضوع لہ کا خارج میں اس کے بغیر پایا جانا محال ہو۔ جیسے احراق (جلانا) آگ کو خارج میں لازم ہے۔ لازم الوجود ذہنی: کسی امر خارج کا اس طرح ہونا کہ معنی موضوع لہ کا ذہن میں اس کے بغیر پایا جانا محال ہو۔

معنی کے اعتبار سے لازم کی مزید دو قسمیں ہیں: ۱۔ بین ۲۔ غیر بین

ان میں سے پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں، اس طرح لازم کی معنی کے اعتبار سے چار قسمیں بنتی ہیں۔

۱۔ لازم بین بالمعنی الاخص ۲۔ لازم بین بالمعنی الاعم
۳۔ لازم غیر بین بالمعنی الاخص ۴۔ لازم غیر بین بالمعنی الاعم

لازم بین بالمعنی الاخص: وہ لازم ہے کہ جب ہم ملزوم کا تصور کریں تو ملزوم کے تصور

۱۔ اس کی دو قسمیں ہیں: عقلی اور عرفی۔ عقلی: معنی موضوع لہ کا تصور امر خارج کے بغیر عقلاً محال ہو۔ جیسے بصرعی کے لیے عقلاً لازم ہے۔ عرفی: معنی موضوع لہ کا تصور امر خارج کے بغیر عرفاً محال ہو۔ جیسے سخاوت حاتم کو عرفاً لازم ہے۔
۲۔ وہ لازم ہے، جس کے لیے دلیل کی ضرورت نہ ہو۔ ۳۔ وہ لازم ہے کہ جس کے لیے دلیل کی ضرورت ہو۔

سے اس کا تصور بھی ذہن میں آجائے۔ جیسے بصر، غمی کے لیے۔

لازم بین بالمعنی الاعم: وہ لازم ہے کہ جب ہم اس کا اور ملزوم کا اور ان کے درمیان نسبت کا تصور کریں تو ان کے درمیان لزومیت کا ہمیں یقین حاصل ہو جائے۔ جیسے زوجیت اربعہ کے لیے لازم بین بالمعنی الاعم ہے۔ کیونکہ اربعہ، زوجیت اور ان کی آپس میں جو نسبت ہے ان کا تصور کرنے کے بعد عقل یہ یقیناً حکم لگاتی ہے کہ جفت ہونا چار کے لیے لازم ہے۔

لازم غیر بین بالمعنی الاخص: وہ لازم ہے کہ جب ہم ملزوم کا تصور کریں تو ذہن میں اس کا تصور آنا ضروری نہ ہو۔ جیسے انسان کے لیے کاتب بالقوہ ہونا۔

لازم غیر بین بالمعنی الاعم: وہ لازم ہے کہ جب ہم اس کا، ملزوم کا اور ان کے درمیان نسبت کا تصور کریں تو ان کے درمیان لزومیت کا ہمیں یقین حاصل نہ ہو۔ جیسے عالم کے لیے حادث ہونا۔

عرض مفارق کی اقسام

عرض مفارق کی بنیادی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مفارق زائل ۲۔ مفارق غیر زائل

پھر عرض مفارق زائل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ سرلیج زائل ۲۔ بطئی زائل

سرلیج زائل: وہ کلی عرضی ہے، جو اپنے معروض سے جلد جدا ہو جائے۔ جیسے خوف کی وجہ سے چہرے پر زردی کا آنا یا شرمندگی کے وقت چہرے پر سرخی کا ظاہر ہونا۔

بطئی زائل: وہ کلی عرضی ہے، جو اپنے معروض سے دیر سے جدا ہو۔ جیسے جوانی انسان سے دیر کے ساتھ جدا ہوتی ہے۔

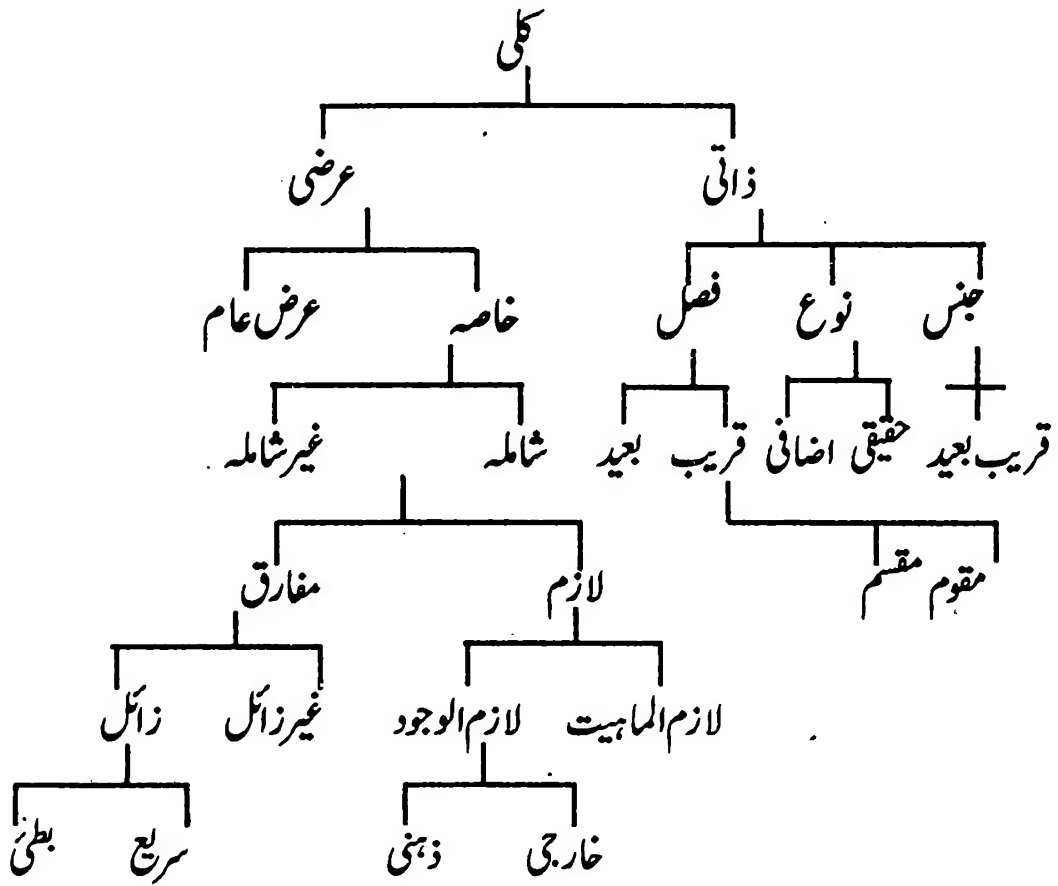
زائل: وہ کلی عرضی ہے، جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن مگر جدا نہ ہو۔ جیسے حرکت فلک کیلئے دائمی ہے، اگرچہ اس کا فلک سے جدا ہونا ممکن ہے۔ اسے دائم زائل کہتے ہیں۔

ان تمام کلیوں اور ان کی اقسام کے مجموعہ کو کلیات خمسہ کہا جاتا ہے۔ تصور سے امر مجہول حاصل کرنے کا سارا مدار انہی کلیات خمسہ کی معرفت پر ہے۔

مشق

- ۱۔ جزئی حقیقی اور اضافی کی تعریف کریں۔
- ۲۔ حقیقی اور اضافی میں باہمی نسبت بیان کریں۔
- ۳۔ جزئی حقیقی اور اضافی میں کیا فرق ہے؟
- ۴۔ کلی ذاتی اور کلی عرضی کی تعریف کریں۔
- ۵۔ کلی ذاتی اور عرضی کی اقسام وضاحت سے بیان کریں۔
- ۶۔ درج ذیل ہر دو کلیوں میں سے کلی ذاتی و عرضی کی پہچان کریں:
انسان حیوان، حیوان اسد، جسم حجر، ناطق انسان، ناہق حمار
ضاہک انسان، جسم نامی حیوان، ماشی فرس
- ۷۔ ما اور ای سے منطقی کیا مراد لیتے ہیں؟
- ۸۔ جنس کی کتنی اقسام ہیں؟ بیان کریں
- ۹۔ فصل کی کتنی اقسام ہیں؟ واضح کریں۔
- ۱۰۔ مقوم و مقسم کی تعریفیں بیان کریں۔
- ۱۱۔ درج ذیل ہر دو کلیوں میں غور کریں اور بتائیں کہ جنس یا فصل کی کون سی قسم ہے؟
حیوان فرس، جسم نامی درخت آم، جسم پتھر، صاہل فرس
حساس انسان، ناطق انسان، جسم نامی شیر، ناہق حمار
- ۱۲۔ درج ذیل میں مقوم اور مقسم الگ کریں:
ناطق انسان، نامی جسم نامی، حساس حیوان، ناطق حیوان
نامی جسم مطلق، صاہل فرس، صاہل جسم
- ۱۳۔ لازم اور عرض مفارق کی اقسام وضاحت سے بیان کریں۔

جدول ۴



سبق: ۱۰

معرف کا بیان (تعریف اور اس کی اقسام)

معرف

ما يحمل على الشيء لإفادة تصوره إما بكنهه أو بوجه يمتاز عن جميع

ما عداه

معرف (معلوم تصور) وہ امر ہے، جسے معرف (نامعلوم تصور) پر اس لیے محمول کیا جائے کہ معرف سے ہمیں معرف کی یا تو حقیقت معلوم ہو جائے یا وہ دوسروں سے ممتاز ہو جائے۔ اسے قول شارح بھی کہتے ہیں۔

شرائط

معرف کا معرف کے صدق میں مساوی اور دلالت میں واضح ہونا ضروری ہے۔ ایسا معرف جو معرفت و جہالت میں معرف کے مساوی ہو، کے ساتھ تعریف کرنا صحیح نہیں، کیونکہ اس طرح وہ فوائد حاصل نہیں ہوتے جو معرف سے مقصود ہوتے ہیں۔

اقسام

معرف کی چار قسمیں ہیں: ۱۔ حد تام ۲۔ حد ناقص ۳۔ رسم تام ۴۔ رسم ناقص

حد تام

کسی شئی کی وہ تعریف ہے، جو اس کی جنس قریب اور فصل قریب سے کی جائے۔ جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کرنا۔ حیوان انسان کے لیے جنس قریب اور ناطق انسان

۱۔ اس طرح کہ صدق میں معرف معرف کے مابین نہ ہو۔ جیسے انسان کی تعریف حجر سے کرنا، عام نہ ہو۔ جیسے انسان کی تعریف حیوان سے کرنا، خاص نہ ہو۔ جیسے انسان کی تعریف ناطق سے کرنا، اور مفہوم میں معرف معرف سے پہلی اور واضح ہو۔

کے لیے فصل قریب ہے۔

حد ناقص

کسی شئی کی وہ تعریف ہے، جو اس کی جنس بعید اور فصل قریب یا صرف فصل قریب سے کی جائے۔ جیسے انسان کی تعریف جسم ناطق یا صرف ناطق سے کرنا۔

رسم تام

کسی شئی کی وہ تعریف ہے، جو اس کی جنس قریب اور خاصہ سے کی جائے۔ جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے کرنا ہے۔ حیوان انسان کے لیے جنس قریب اور ضاحک انسان کے لیے خاصہ ہے۔

رسم ناقص

کسی شئی کی وہ تعریف ہے، جو اس کی جنس بغیا اور خاصہ سے یا صرف خاصہ سے کی جائے۔ جیسے انسان کی تعریف جسم ضاحک یا صرف ضاحک سے کرنا۔ اس معرف اور اس کی اقسام کو تعریف حقیقی کہتے ہیں۔ اس کی ایک دوسری قسم لفظی ہے۔

تعریف لفظی

یہ تعریف کی دوسری قسم ہے اس سے مقصود صرف لفظ کے مدلول کی وضاحت ہوا کرتی ہے۔ مثلاً غیر مشہور اور مشکل لفظ کی مشہور اور آسان لفظ سے تعریف کر دی جائے۔ جیسے غنغنز کی تعریف اسد سے کرنا۔

۱۔ حد کالغوی معنی ہے روکنا اور باز رکھنا، اسے حد اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ذاتیات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے غیر کو اندر آنے اور اپنے فرد کو باہر جانے سے روکتی ہے اور یوں بات جامع اور مانع بن جاتی ہے۔

۲۔ رسم نشان اور باقی رہنے والے اثر کو کہتے ہیں اور خاصہ شئی کا اثر ہوتا ہے اس لیے اسے رسم کہتے ہیں۔

مشق

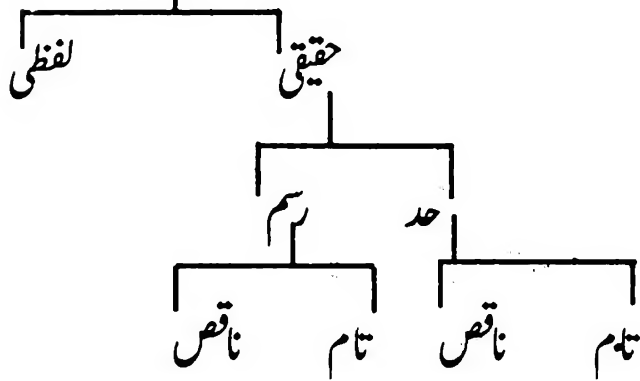
- ۱۔ معرف کی تعریف بیان کریں۔
- ۲۔ معرف میں کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟
- ۳۔ معرف کی اقسام بتائیں۔
- ۴۔ تعریف لفظی کیا ہوتی ہے؟
- ۵۔ مندرجہ ذیل میں غور کریں اور بتائیں کہ تعریف کی کون سی قسم ہے؟

حیوان ناطق، انسان کے لیے	حساس، حیوان کے لیے
حیوان صاہل، فرس کے لیے	جسم ناہق، حمار کے لیے
جسم ضاحک، انسان کے لیے	

جدول: ۵

معرف

(تعریف)



سبق: ۱۱

باب دوم: تصدیق — حجت

(استدلال — قیاس)

قضایا کا بیان

قضایا جمع ہے قضیہ کی جو قضی یقضی سے ہے، جس کا معنی ہے: حکم لگانا۔ اصطلاح منطق میں

هو قول یحتمل الصدق والكذب أو یقال لقائله إنه صادق فيه أو كاذب
قضیہ وہ مرکب ہے جس میں صدق و کذب کا احتمال ہو یا جس کے کہنے والے کو سچا یا
جھوٹا کہا جاسکے۔ جیسے زید قائم

علم نحو میں اسے جملہ مفیدہ، مرکب تام اور کلام کہا جاتا ہے۔

اقسام

قضیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ حملیہ ۲۔ شرطیہ

قضیہ حملیہ

تعریف

ہی ما حکم فیہا بثبوت شئی لشیء أو نفیہ عنہ

وہ قضیہ ہے، جس میں ثبوت شئی لشیء یا نفی شئی عن شئی کا حکم پایا جائے۔

یعنی اس میں یا تو ایک شے کو دوسرے شے کے لیے ثابت کیا گیا ہو۔ جیسے زید قائم

اس میں زید کے لیے قیام کا ثبوت ہے یا ایک شئی کی دوسری شئی سے نفی کی گئی ہو جیسے زید

۱۔ خبر کے امر واقع کے مطابق ہونے کو صدق اور امر واقع کے مطابق نہ ہونے کو کذب کہتے ہیں اور اگر امر واقع
بھی خبر کے مطابق ہو تو اسے حق کہتے ہیں۔

۲۔ ان میں فرق یہ ہے کہ پہلی تعریف میں صدق و کذب قضیہ کی صفت ہیں اور دوسری میں قائل کی صفت ہیں۔

لیس بقائم، اس میں زید سے قیام کی نفی کی گئی ہے۔

اجزاء

- قضیہ حملیہ تین اجزاء سے مرکب ہوتا ہے، انہیں ارکان قضیہ کہتے ہیں۔
- ۱۔ محکوم علیہ، منطقی اسے موضوع اور نحوی مبتداء، فاعل اور نائب فاعل کہتے ہیں۔
 - ۲۔ محکوم بہ، منطقی اسے محمول اور نحوی خبر اور فعل کہتے ہیں۔
 - ۳۔ رابطہ، جو نسبت پر دلالت کرے، نحوی اسے اسناد کہتے ہیں۔
- جیسے ”زید قائم“ میں ”زید“ محکوم علیہ، موضوع ہے، ”قائم“ محکوم بہ، محمول ہے اور ”هو“ جو مضمَر ہے، نسبت اور رابطہ ہے۔

اقسام

قضیہ حملیہ کی کئی اعتبار سے تقسیم کی جاتی ہے:

- ۱۔ ایجاب و سلب کے اعتبار سے
- ۲۔ حال موضوع کے اعتبار سے
- ۳۔ وجود موضوع کے اعتبار سے
- ۴۔ حرف سلب کے جزء ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے
- ۵۔ جہت کے اعتبار سے

۱۔ ایجاب و سلب کے اعتبار سے اقسام

اس اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ موجبہ ۲۔ سالبہ

موجبہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس میں ثبوت شئی لشی کا حکم پایا جائے۔ جیسے زید قائم

سالبہ: وہ قضیہ حملیہ ہے۔ جس میں نفی شئی عن شئی کا حکم پایا جائے۔ جیسے زید لیس بقائم

۲۔ حال موضوع کے اعتبار سے اقسام

موضوع کی حالت کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں:

- ۱۔ شخصی مخصوص ۲۔ طبعی ۳۔ محصورہ ۴۔ مہملہ

قضیہ شخصیہ مخصوصہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع جزئی اور شخص معین ہو جیسے محمد رسول اللہ ﷺ

قضیہ طبعیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع کلی ہو اور محمول کا حکم موضوع کی نفس ماہیت پر لگایا گیا ہو۔ جیسے انسان نوع ہے۔

قضیہ محصورہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع کلی ہو اور محمول کا حکم کلی کے افراد پر لگایا گیا ہو نیز افراد کی کمیت یعنی کلیت و جزئیت بیان کر دی گئی ہو۔ جیسے کل نفس ذائقۃ الموت اسے قضیہ مسورہ بھی کہتے ہیں۔

قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں، جنہیں محصورات اربعہ کہتے ہیں۔ علم منطق میں انہی کا اعتبار کیا جاتا ہے اور انہی سے بحث ہوتی ہے۔ یہ درج ذیل ہیں:

۱۔ موجبہ کلیہ ۲۔ موجبہ جزئیہ ۳۔ سالبہ کلیہ ۴۔ سالبہ جزئیہ

موجبہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں یہ بیان کیا جائے کہ محمول کا حکم موضوع کے ہر فرد کے لیے ثابت ہے۔ کل من علیہا فان

موجبہ جزئیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں یہ بیان کیا جائے کہ محمول کا حکم موضوع کے بعض افراد کے لیے ثابت ہے۔ جیسے ومن الناس من يقول امننا باللہ

سالبہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں یہ بیان کیا جائے کہ محمول کے حکم کی موضوع کے ہر فرد سے نفی ہے۔ لارفٹ ولا فسوف ولا جدال فی الحج

سالبہ جزئیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں یہ بیان کیا جائے کہ محمول کے حکم کی موضوع کے بعض افراد سے نفی ہے۔ جیسے بعض الحيوان ليس بانسان^۱

قضیہ مہملہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع کلی ہو اور محمول کا حکم موضوع کے افراد پر لگایا

۱۔ یعنی یہ بیان کیا گیا ہو کہ محمول کا حکم موضوع کے تمام افراد کے لیے ثابت ہے یا بعض افراد کے لیے، تمام افراد سے نفی ہے یا بعض افراد سے۔

۲۔ منطقی مختصر مثال بنانے کے لیے موضوع کو لفظ ج اور محمول کو لفظ ب سے تعبیر کر دیتے ہیں اور جب موجبہ کلیہ بیان کرنا چاہتے ہیں تو یوں کہہ دیتے ہیں: ہر ج ب ہے۔

گیا ہو لیکن افراد کی کیت بیان نہ کی جائے۔ جیسے ان الانسان لفی خسر
 قضیہ حملیہ میں دو امر ایسے ہیں ہوتے جن کے بارے تفصیل سے جاننا ضروری ہے،
 ان کا قضیہ حملیہ کے ساتھ گہر تعلق ہے۔ ۱۔ حمل ۲۔ سود
 حمل کا مفہوم

حمل کا لغوی معنی ہے: لادنا، اصطلاح میں دو ایسے امر، جو مفہوم کے اعتبار سے متغائر
 ہوں، انہیں وجود کے اعتبار سے ایک کر دینا حمل کہلاتا ہے۔ جیسے زید کاتب
 اس مثال میں زید اور کاتب مفہوم کے اعتبار سے متغائر ہیں لیکن وجود کے اعتبار سے
 ایک ہیں۔ یعنی ایک جملہ ہے۔

حمل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ حمل بالاشتقاق ۲۔ حمل بالمواطاة
 حمل بالاشتقاق: وہ حمل ہے جو ایک امر کا دوسرے امر پر فی، ذو اور لام کے واسطے سے
 ہوئے۔ جیسے زید فی الدار، المال لزید، خالد ذو مال
 حمل بالمواطاة: وہ حمل ہے جو ایک امر کا دوسرے امر پر بغیر کسی واسطے کے ہوئے۔ جیسے
 قرآن کریم

سور اور اس کی اقسام

ہر وہ لفظ، جس سے افراد کی کیت یعنی کلیت و جزیت بیان کی جائے اسے اصطلاح
 منطق میں سور کہتے ہیں۔ یہ سور بلد سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے: شہر کی فصیل۔ جس طرح
 شہر کی فصیل شہر کو احاطہ میں لیے ہوتی ہے اسی طرح یہ لفظ بھی اپنے کلمہ کے موضوع کے تمام
 افراد کو گھیر لیتا ہے، اس لیے اسے سور کہتے ہیں۔

۱۔ اسے حمل اشتقاق اس لیے کہتے ہیں کہ جس طرح مشتق، مشتق منہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح یہ حمل بھی
 واسطوں کا محتاج ہوتا ہے۔

۲۔ اسے حمل بالمواطاة اس لیے کہتے ہیں کہ موواطاة کے معنی موافقت کے ہیں اور اس حمل میں موضوع اور محمول
 مصداق کے اعتبار سے موافق اور متحد ہوتے ہیں۔

محسورات اربعہ کے اسوار درج ذیل ہیں:

- ۱۔ موجبہ کلیہ کل، لام استغراق جیسے کل نفس ذائقۃ الموت۔ الحمد للہ
 - ۲۔ موجبہ جزئیہ بعض، واحد جیسے بعض الحيوان انسان
 - ۳۔ سالبہ کلیہ لاشئ، لا واحد جیسے لا شئ من الانسان بحجر
 - ۴۔ سالبہ جزئیہ لیس بعض بعض لیس جیسے لیس بعض الحيوان بحمار۔
- بعض الفواکہ لیس بحلو

ہر زبان میں ایسے لفظ ہوتے ہیں جو افراد کی کیفیت، کلیت و جزئیت بیان کرتے ہیں اور اس زبان کے ساتھ خاص ہوتے ہیں۔ مثلاً لفظ ہر اردو زبان میں موجبہ کلیہ کا سور ہے۔ جیسے ہر انسان جاندار ہے۔

۳۔ وجود موضوع کے اعتبار سے اقسام

قضیہ حملیہ کی وجود ۳ موضوع کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں:

- ۱۔ خارجیہ ۲۔ ذہنیہ ۳۔ حقیقیہ

قضیہ خارجیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع خارج میں ہو اور محمول کا حکم موضوع پر اس کے خارج میں ہونے کے اعتبار سے لگایا جائے۔ جیسے الانسان کاتب

قضیہ ذہنیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع ذہن میں موجود ہو اور محمول کا حکم موضوع پر

۱۔ نکرہ کائناتی کے تحت آتا بھی سالبہ کلیہ کا سور ہے۔ نیز موجبہ کلیہ میں کل سے مراد کل افراد ہی ہے۔

۲۔ لیس بعض اور بعض لیس میں لفظاً تو فرق نہیں لیکن معنایاً فرق ہے وہ یہ کہ لیس بعض سلب جزئی اور کلی دونوں کے لیے آتا ہے جبکہ بعض لیس ہمیشہ سلب جزئی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیس بعض میں نکرہ تحت الٹی ہے اس لیے عموم کا فائدہ دیتا ہے اور بعض لیس میں ایسا نہیں اس لیے وہ عموم کا فائدہ نہیں دیتا۔

۳۔ وجود کی تین قسمیں ہیں: خارجی، ذہنی اور نفس الامری۔ کسی چیز کا خارج میں پایا جانا وجود خارجی ہے۔ جیسے دارالعلوم، شہر وغیرہ۔ کسی چیز کا ذہن میں پایا جانا وجود ذہنی ہے۔ جیسے تاج محل کا نقشہ جو ذہن میں ابھرتا ہے۔ اگر کسی چیز کا وجود بالذات ہو کسی کے فرض کرنے پر موقوف نہ ہو خواہ وہ خارج میں ہو یا ذہن میں، وجود نفس الامری کہلاتا ہے۔ جیسے زمین و آسمان کا موجود ہونا۔

اس کے ذہن میں ہونے کے اعتبار سے لگایا گیا ہو۔ جیسے انسان کلی قضیہ حقیقیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس میں محمول کا حکم موضوع کے موجود ہونے کے اعتبار سے لگایا گیا ہو۔ قطع نظر اس کے کہ وہ خارج میں ہو یا ذہن میں۔ جیسے الاربعۃ زوج

۴۔ حرف سلب کے جزء قضیہ ہونے کے اعتبار سے اقسام

اس اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ معدولہ ۲۔ غیر معدولہ

قضیہ معدولہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس میں حرف سلب اس کے کسی جزء کا جزء بن جائے۔ اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ اگر حرف سلب موضوع کا جزء بن رہا ہو تو اسے معدولۃ الموضوع کہتے ہیں۔ جیسے
اللاحی جماد

۲۔ اگر محمول کا جزء بن رہا ہو تو اسے معدولۃ المحمول کہتے ہیں۔ جیسے زید لا عالم

۳۔ اگر موضوع و محمول دونوں کا جزء بن رہا ہو تو اسے معدولۃ الطرفین کہتے ہیں۔ جیسے
اللاحی لا عالم

قضیہ غیر معدولہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس میں حرف سلب اس کے کسی جزء کا جزء نہ بنے بلکہ نفی کا معنی دے۔ جیسے زید لیس یعالم

پھر اگر یہ موجب ہو تو اسے مصلہ کہتے ہیں۔ جیسے زید قائم اور اگر سالبہ ہو تو اسے بسیطہ کہتے ہیں۔ جیسے زید لیس بقائم

۱۔ حرف سلب کو نفی کا معنی دینے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ اگر حرف سلب نفی کا معنی نہ دے بلکہ قضیہ کا جزء بن جائے تو اسے حرف معدول کہتے ہیں۔ وہ حرف یعنی جو اپنے اصلی معنی سے پھر جائے اور وہ قضیہ جو اسے اپنا جزء بنا لے اسے معدولہ کہتے ہیں۔ یہ جزء کے نام پر کل کا نام رکھنے کے قبیل سے ہے گویا۔

۵۔ جہت کے اعتبار سے اقسام

جہت کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ موجدہ ۲۔ مطلقہ
قضیہ موجدہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس میں ایسی جہت لکھ کر ہو جو قضیہ کی نسبت کی کسی کیفیت پر دلالت کرے۔ جیسے کل انسان حیوان بالضرورۃ
قضیہ مطلقہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس میں قضیہ کی نسبت کی کیفیت بیان نہ کی جائے۔ جیسے

کل انسان حیوان

قضیہ موجدہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ بسیطہ ۲۔ مرکبہ
قضیہ بسیطہ: وہ قضیہ موجدہ ہے، جس کی حقیقت (مفہوم) صرف ایجاب یا صرف سلب پر مشتمل ہو۔

قضیہ مرکبہ: وہ قضیہ ہے، جس کی حقیقت ایجاب و سلب دونوں سے مرکب ہو مگر پہلا جزء مفصل دوسرا جزء مجمل ہو۔

یہ تعداد میں پندرہ ہیں، ان میں آٹھ بسیطے اور سات مرکبے ہیں۔

بسا اطر

ضروریہ مطلقہ: وہ بسیطہ ہے، جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا موضوع سے محمول کی نفی ضروری ہے جب تک موضوع کی ذات موجود ہے۔ جیسے کل

انسان حیوان بالضرورۃ، لاشنی من الانسان بحجر بالضرورۃ

دائمہ مطلقہ: وہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا موضوع سے محمول کی نفی دائمی ہے جب تک موضوع کی ذات موجود ہے۔ جیسے کل فلک

متحرک بالدوام، لاشنی من الفلک بساکن بالدوام

مشروطہ عامہ: وہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا

۱۔ وہ لفظ جو مادہ قضیہ پر دلالت کرے اسے جہت کہتے ہیں۔ جیسے ضرورت دوام، اطلاق اور امکان وغیرہ اور وہ کیفیت نفس الامری جس کے ساتھ نسبت نفس الامر میں متکیف ہوتی ہے، اسے مادہ قضیہ کہتے ہیں۔

موضوع سے محمول کی نفی ضروری ہے جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہے۔ جیسے بالضرورة کل کاتب متحرک الا صابع مادام کاتباً، بالضرورة لاشنی من الکاتب بساکن الا صابع مادام کاتباً۔

عرفیہ عامہ: وہ بسیطہ ہے، جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا موضوع سے محمول کی نفی دائمی ہے جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہے۔ جیسے بالدوام کل کاتب متحرک الا صابع مادام کاتباً، بالدوام لاشنی من الکاتب بساکن الا صابع مادام کاتباً

وقتیہ مطلقہ: وہ بسیطہ ہے، جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا موضوع سے محمول کی نفی معین وقت میں ضروری ہے۔ جیسے بالضرورة کل قمر منخسف وقت حیلولة الارض بينه وبين الشمس، بالضرورة لاشنی من القمر بمنخسف وقت التوابع

منتشرہ مطلقہ: وہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا موضوع سے محمول کی نفی غیر معین وقت میں ضروری ہے۔ جیسے کل حیوان متنفس بالضرورة وقتاً ما، لاشنی من الحيوان بمتنفس بالضرورة وقتاً ما

مطلقہ عامہ: وہ بسیطہ ہے، جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا موضوع سے محمول کی نفی بالفعل ہے یعنی تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ہے۔ جیسے کل انسان ضاحک بالفعل، لاشنی من الانسان بضاحک بالفعل
مکنہ عامہ: وہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ جانب مخالف ضروری نہیں۔ جیسے کل نار حارة بالإمكان العام، لاشنی من النار ببارد بالإمكان العام۔

۱۔ منطقیوں کے نزدیک جس کے ساتھ موضوع کو تعبیر کیا جائے وہ وصف عنوانی ہے یعنی مناطقہ مفہوم موضوع کو وصف موضوع اور وصف عنوانی کہتے ہیں۔

مرکبات

مشروطہ خاصہ: وہ مشروطہ عامہ ہے جو لا دوام ذاتی کی قید سے مقید ہو۔ جیسے بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبًا لا دائمًا^۱

عرفیہ خاصہ: وہ عرفیہ عامہ ہے، جو لا دوام کی قید سے مقید ہو۔ جیسے بالدوام کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبًا لا دائمًا

وقتیہ: وہ وقتیہ مطلقہ ہے، جو لا دوام ذاتی کی قید سے مقید ہو۔ جیسے بالضرورۃ کل قمر منخسف وقت حیلولة الارض بینہ و بین الشمس لا دائمًا

منتشرہ: وہ منتشرہ مطلقہ ہے، جو لا دوام ذاتی کی قید سے مقید ہو۔ جیسے بالضرورۃ کل انسان متنفس وقتا ما لا دائمًا

وجودیہ لازوریہ: وہ مطلقہ عامہ ہے، جو لا ضرورت ذاتی^۲ کی قید سے مقید ہو۔ جیسے کل انسان کاتب بالفعل لا بالضرورۃ

وجودیہ لا دائمہ: وہ مطلقہ عامہ ہے، جو لا دوام ذاتی کی قید سے مقید ہو۔ جیسے کل انسان ضاحک بالفعل لا دائمًا

ممکنہ خاصہ: وہ ممکنہ عامہ ہے، جس میں جانب مخالف اور جانب موافق دونوں ضروری نہیں۔ جیسے بالامکان الخاص کل انسان ضاحک

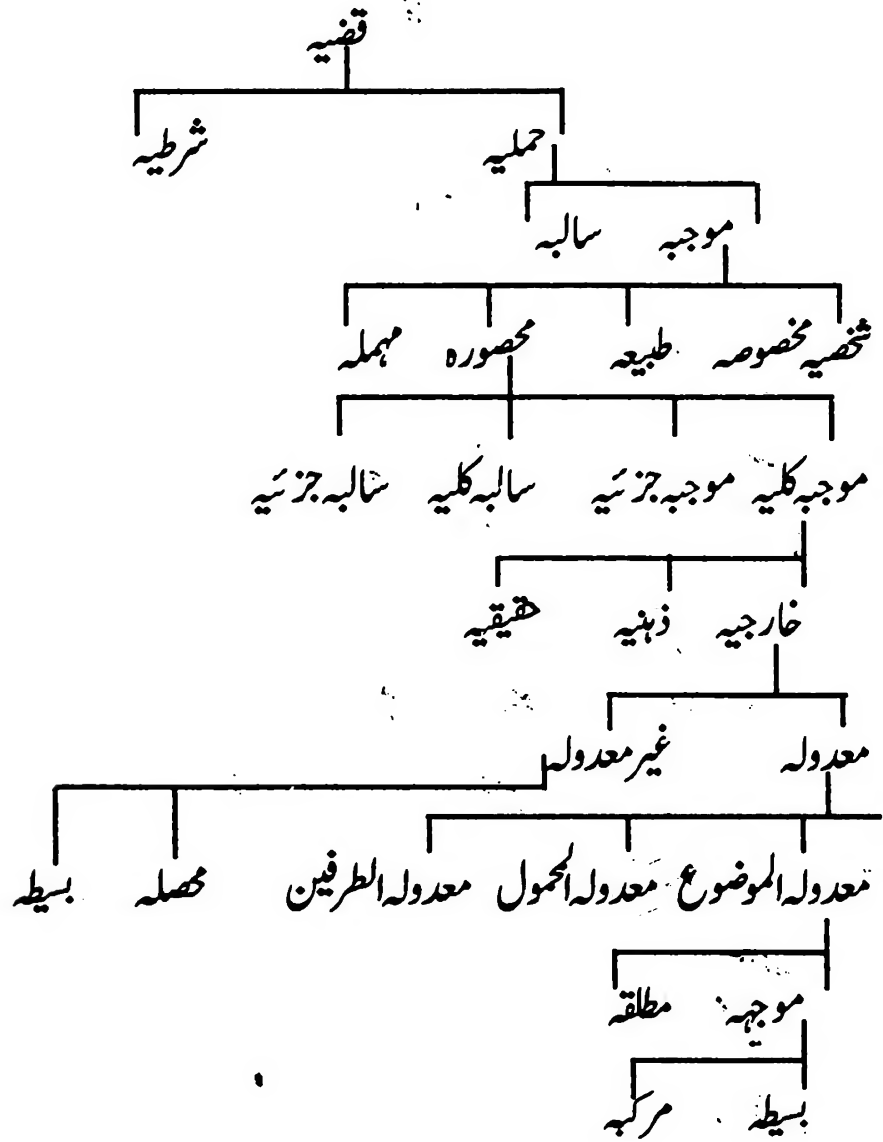
مشق

- ۱۔ قضیہ کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کریں۔
- ۲۔ قضیہ جملیہ کی اقسام ذکر کریں۔ نیز محصورات اربعہ سے کیا مراد ہے؟
- ۳۔ قضیہ جملیہ کی وجود موضوع کے اعتبار سے کتنی اقسام ہیں؟
- ۴۔ قضیہ معدولہ اور غیر معدولہ سے کیا مراد ہے؟
- ۵۔ حمل کی تعریف اور اقسام بیان کریں۔

۱۔ یہ مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہے۔ ۲۔ یہ ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہے۔

- ۶۔ لفظ سور کی تعریف کریں نیز محصورات اربعہ کے اسوار بیان کریں۔
 ۷۔ موجہات کتنے ہیں؟ بسائط کی تعریف کریں۔
 ۸۔ مرکبات کی تعریف امثلہ کے ساتھ بیان کریں۔
 ۹۔ مندرجہ ذیل قضایا میں غور کریں اور بتائیں کہ قضیہ حملیہ کی کون سی قسم ہے؟
 زاہد جذباتی لڑکا ہے۔ انسان خسارے میں ہے۔ حیوان جنس ہے۔
 کوئی انسان پتھر نہیں۔ ہر انسان جاندار ہے۔ ناصر ذہین ہے۔
 انسان نوع ہے۔ بعض انسان کاتب نہیں۔ بعض انسان حیوان نہیں۔

جدول ۶:



سبق: ۱۲

قضیہ شرطیہ

تعریف

ہی التی لا یحکم فیہا بثبوت شئی لشنی او بنفی شئی عن شئی بل
تنحل إلى قضیتین

شرطیہ وہ قضیہ ہے، جس میں ثبوت شئی لشنی یا نفی شئی عن شئی کا حکم نہ ہو بلکہ
وہ دو قضیوں سے مرکب ہو۔ جیسے ان كانت الشمس طالعة كان النهار موجودا

اجزاء

قضیہ شرطیہ بھی تین اجزاء سے مرکب ہوتا ہے، جنہیں ارکان شرطیہ کہا جاتا ہے۔

۱۔ مقدم ۲۔ تالی ۳۔ رابطہ

مقدم: قضیہ شرطیہ کے پہلے جزء کو کہتے ہیں، اسے علم نحو میں شرط کہا جاتا ہے۔

تالی: دوسرے جزء کو کہتے ہیں، اسے علم نحو میں جزاء کہا جاتا ہے۔

رابطہ: مقدم اور تالی کے درمیان جو تعلق اور نسبت ہوتی ہے، اسے رابطہ کہتے ہیں۔ جیسے اوپر کی
مثال میں ”ان كانت الشمس طالعة“ مقدم اور ”كان النهار موجودا“ تالی ہے۔

اقسام

قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ متصلہ ۲۔ منفصلہ

شرطیہ متصلہ: ہی التی حکم فیہا بثبوت نسبة علی تقدیر ثبوت نسبة أخرى

او بنفی نسبة علی تقدیر نسبة أخرى

متصلہ وہ قضیہ شرطیہ ہے، جس میں ایک قضیہ کے تسلیم کرنے پر دوسرے قضیہ کے ثبوت

یا نفی کا حکم لگایا جائے۔

شرطیہ متصلہ کی کیف یعنی ایجاب و سلب کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:

۱۔ موجبہ ۲۔ سالبہ

متصلہ موجبہ: وہ شرطیہ متصلہ ہے، جس میں ایک نسبت کے تسلیم کر لینے پر دوسری نسبت کے ثابت ہونے کا حکم کیا جائے۔ جیسے ان کانت الشمس طالعة کان النهار موجودا
متصلہ سالبہ: وہ شرطیہ متصلہ ہے، جس میں ایک نسبت کے تسلیم کرنے پر دوسری نسبت کی نفی کا حکم کیا جائے۔ جیسے لیس البتہ اذا کانت الشمس طالعة کان اللیل موجودا
قضیہ شرطیہ متصلہ کی علاقہ کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:

۱۔ لزومیہ ۲۔ اتفاقیہ

متصلہ لزومیہ: وہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان اتصال کا حکم کسی علاقہ کی وجہ سے ہو۔ ان کانت الشمس طالعة کان النهار موجودا
متصلہ اتفاقیہ: وہ شرطیہ متصلہ ہے، جس کے مقدم اور تالی اتفاقاً جمع ہو گئے ہوں۔ جیسے ان کان الانسان، حیوانا کان الحجر جمادا

علاقہ اور اس کی اقسام

ہی امر بسببه يستصحب المقدم التالي

علاقہ ایسا امر، جس کے سبب مقدم کے ساتھ تالی کا پایا جانا لازم ہو جائے۔

علاقہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ علیت ۲۔ تضایف

علیت: ایک دوسرے کے لیے علت ہونا، اس کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ مقدم تالی کے لیے علت ہو۔ جیسے اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا۔ تو اس مثال میں

مقدم (سورج کا طلوع ہونا) تالی (دن کے موجود ہونے) کے لیے علت ہے۔

۲۔ تالی مقدم کے لیے علت ہو۔ جیسے اگر دن موجود ہوگا تو سورج طلوع ہوگا۔

۳۔ مقدم اور تالی دونوں معلول ہوں اور کوئی تیسری چیز ان کے لیے علت ہو۔ جیسے عالم

روشن ہے تو دن موجود ہوگا۔ تو یہاں عالم کا روشن ہونا نہ دن کے لیے علت ہے اور نہ دن کا

موجود ہونا عالم کے روشن ہونے کے لیے علت ہے بلکہ سورج کا طلوع ہونا ان کے لیے علت ہے اور یہ دونوں اس کے معلول ہیں۔

تضایف: ایسا تعلق، جس کی وجہ سے مقدم اور تالی کا سمجھنا ایک دوسرے پر موقوف ہو۔
جیسے ابوة (باپ ہونا) اور بنوة (بیٹا ہونا)

مثلاً اگر زید عمرو کا باپ ہے تو کہنا پڑے گا کہ عمرو زید کا بیٹا ہے۔

شرطیہ منفصلہ: وہی التی حکم فیہا بثبوت تنافی أو بنفیہا بین النسبتین
وہ قضیہ شرطیہ ہے، جس کے مقدم اور تالی کے درمیان منافات (جدائی کا ثبوت) یا

عدم منافات (جدائی کی نفی) کا حکم پایا جائے۔ جیسے هذا العدد إما زوج أو فرد

کیف کے اعتبار سے شرطیہ منفصلہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ موجبہ ۲۔ سالبہ

منفصلہ موجبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس میں اس کے مقدم و تالی کے درمیان منافات

ثابت کی گئی ہو۔ جیسے هذا الشئ إما شجر أو حجر

منفصلہ سالبہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس میں اس کے مقدم و تالی کے درمیان منافات کی

نفی کی گئی ہو۔ جیسے ليس البتة إما إذا كانت الشمس طالعة أو كان النهار موجودا

قضیہ شرطیہ منفصلہ کی ذات کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:

۱۔ عنادیہ ۲۔ اتفاقیہ

منفصلہ عنادیہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم و تالی کے درمیان منافات یا عدم

منافات کا حکم ان کی اپنی ذات کی وجہ سے ہو۔ جیسے هذا العدد إما زوج أو فرد

منفصلہ اتفاقیہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان منافات یا عدم

منافات کا حکم ان کی ذات کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اتفاقاً ان کے درمیان جدائی واقع ہو گئی ہو۔

جیسے زید إما كاتب أو شاعر

پھر قضیہ شرطیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ حقیقیہ ۲۔ مانعہ الجمع ۳۔ مانعہ الخلو

منفصلہ حقیقیہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے۔ جس کے مقدم اور تالی کے درمیان منافات یا عدم

منافات کا حکم صدقاً اور کذباً دونوں اعتبار سے ہو۔ جیسے هذا العدد إما زوج أو فرد یہ تو نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک عدد طاق بھی ہو اور جفت بھی اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک عدد نہ طاق ہو نہ جفت، ہاں اگر کوئی عدد طاق ہے تو جفت نہیں اور اگر جفت ہے تو طاق نہیں۔ مانعہ الجمع: وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم اور تالی کے درمیان منافات یا عدم منافات کا حکم صرف صدقاً ہو، مقدم و تالی ایک شئی میں بیک وقت جمع تو نہ ہو سکتے ہوں مگر ایک شئی سے بیک وقت جدا ہو سکتے ہوں۔ جیسے هذا الشئ إما شجر أو حجر یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک شے درخت بھی ہو اور پتھر بھی۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ نہ درخت ہو نہ پتھر، بلکہ کتاب یا کوئی اور شے ہو۔

مانعہ الخلو: وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم و تالی کے درمیان منافات یا عدم منافات کا حکم صرف کذباً ہو، وہ ایک شئی سے بیک وقت جدا تو نہ ہو سکتے ہوں مگر ایک شئی میں جمع ہو سکتے ہوں جیسے زید إما فی البحر أو لا بغرق زید میں یہ مقدم اور تالی دونوں جمع تو ہو سکتے ہیں کہ زید دریا میں بھی ہو اور ڈوبنے والا بھی نہ ہو بلکہ تیر رہا ہو یا کشتی میں سوار ہو لیکن یہ مقدم و تالی زید سے جدا نہیں ہو سکتے کہ وہ دریا میں نہ ہو اور ڈوب بھی رہا ہو، یہ نہیں ہو سکتا۔

مشق

- ۱۔ قضیہ شرطیہ کی تعریف کریں۔
- ۲۔ شرطیہ متصلہ اور اس کی اقسام ذکر کریں۔
- ۳۔ علاقہ سے کیا مراد ہے اس کی اقسام وضاحت سے بیان کریں۔

۱۔ یعنی مقدم اور تالی کے درمیان ایسی منافات ہو جس کی وجہ سے نہ تو وہ بیک وقت ایک شئی میں جمع ہوں اور نہ بیک وقت ایک شے سے جدا ہوں بلکہ اگر ایک پایا جائے تو دوسرا نہ پایا جائے اور اگر دوسرا پایا جائے تو پہلا نہ پایا جائے۔ یہاں صدق کا معنی تحقق ہے یعنی دونوں قضیوں کا ایک ساتھ جمع ہونا ممنوع ہے اور کذب کا معنی انتفاء ہے یعنی دونوں قضیوں کا ایک ساتھ مرتفع ہونا ممنوع ہے، واقع کے مطابق ہونا یا نہ ہونا مراد نہیں۔

۴۔ قضیہ شرطیہ منفصلہ اور اس کی اقسام بیان کریں۔

۵۔ درج ذیل قضایا میں سے شرطیہ متصلہ اور منفصلہ الگ کریں:

۱۔ اگر ایمان کے ساتھ نیک اعمال کرو گے تو جنت میں جاؤ گے۔

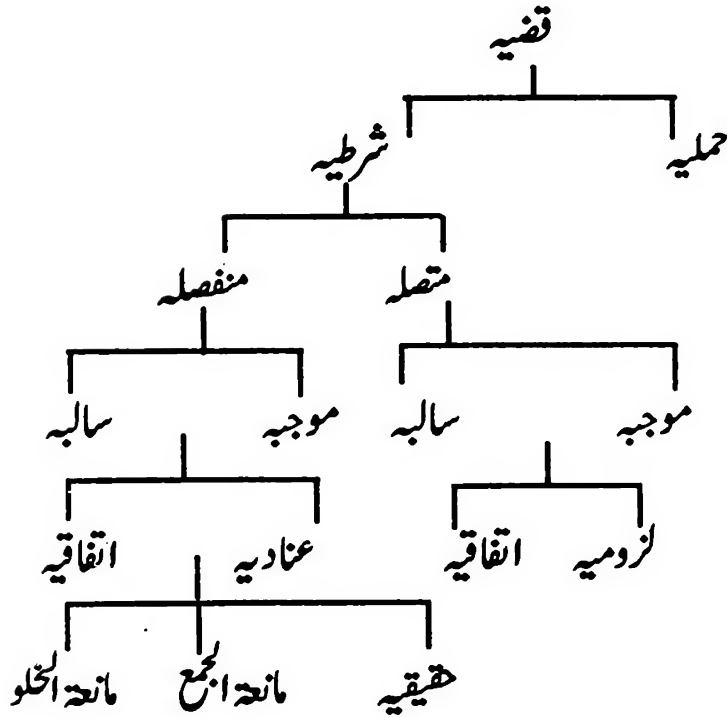
۲۔ اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا۔ ۳۔ خالد شاعر ہے یا کاتب۔

۴۔ اگر انسان جاندار ہے تو پتھر بے جان ہے۔ ۵۔ یہ شے انسان ہے یا پتھر۔

۶۔ زید دریا میں ہوگا یا ڈوبنے والا نہیں ہوگا۔ ۷۔ زید عالم ہے یا جاہل۔

۸۔ اگر سورج نکلے گا تو زمین روشن ہوگی۔ ۹۔ یہ عدد طاق ہے یا جفت۔

جدول: ۷



سبق: ۱۳

احکام قضیہ

احکام جمع ہے حکم کی، قضیہ کا حکم استدلال ہے، منطق کی یہی غایت ہے۔ اور استدلال کہتے ہیں:

هو التوصل إلى أمر مجهول بأمر معلوم

ایک امر معلوم سے کسی نامعلوم کی طرف رسائی حاصل کرنا۔

استدلال کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مباشر ۲۔ غیر مباشر

استدلال مباشر: وہ استدلال، جو بلا واسطہ ہو۔ یہ تین طرح کا ہوتا ہے:

۱۔ تناقض ۲۔ عکس مستوی ۳۔ عکس نقیض

استدلال غیر مباشر: وہ استدلال ہے، جو بالواسطہ ہو یہ بھی تین طرح کا ہے:

۱۔ قیاس ۲۔ استقراء ۳۔ تمثیل، ان تینوں کے مجموعہ کو حجت کہتے ہیں۔

۱۔ تناقض

تناقض یہ نقض سے ہے، جس کا معنی ہے: توڑنا، اصطلاح منطق میں

دو قضایا کے درمیان ایسا اختلاف کہ اگر ایک کو سچا کہیں تو دوسرے کو ضرور جھوٹا کہنا پڑے

یا اس کے برعکس اگر ایک کو جھوٹا کہیں تو دوسرے کو ضرور سچا کہنا پڑے، تناقض کہلاتا ہے۔

اور جن دو قضایا میں ایسا اختلاف ہوا نہیں ایک دوسرے کی نقیض کہتے ہیں۔

شرائط

تناقض کے تحقق و ثبوت کے لیے تین قسم کی شرطوں کا لحاظ ضروری ہے:

۱۔ کیف یعنی ایجاب و سلب میں دونوں قضیے مختلف ہوں:

ایک قضیہ موجب ہو تو دوسرا سالبہ، ایک سالبہ ہو تو دوسرا موجب جیسے زید قائم، زید

لیس بقائم

۲۔ کم یعنی کلیت و جزئیت میں دونوں قضیے مختلف ہوں:

ایک قضیہ کلیہ ہو تو دوسرا جزئیہ، ایک جزئیہ ہو تو دوسرا کلیہ جیسے کل انسان حیوان، بعض الانسان ليس بحيوان۔ لاشئ من الحيوان بحجر بعض الحيوان حجر۔
۳۔ جہت میں دونوں قضیے مختلف ہوں۔

۴۔ آٹھ امور میں دونوں قضیے متفق ہوں، انہیں وحدات ثمانیہ کہتے ہیں۔
اگر ان وحدتوں میں سے ایک وحدت بھی مفقود ہوئی تو قضایا میں تناقض نہیں ہوگا۔ ان وحدات ثمانیہ کو کسی شاعر نے ان دو شعروں میں نظم کیا ہے:۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں وحدت موضوع و محمول و مکاں
وحدت شرط و اضافت جزء و کل قوت و فعل است در آخر زماں

ان کی تفصیل یہ ہے کہ:

- ۱۔ دونوں قضایا کا موضوع ایک ہو۔ جیسے زید قائم، زید ليس بقائم
- ۲۔ دونوں کا محمول ایک ہو۔ جیسے زید جالس، زید ليس بجالس
- ۳۔ دونوں کا مکان ایک ہو۔ جیسے زید في المسجد، زید ليس في المسجد
- ۴۔ دونوں کا زمان ایک ہو۔ جیسے زید نائم ليلا، زید ليس بنائم ليلا
- ۵۔ دونوں قوت و فعل میں برابر ہوں۔^۱ جیسے زید كاتب بالقوة، زید ليس بكاتب بالقوة، زید كاتب بالفعل، زید ليس بكاتب بالفعل
- ۶۔ دونوں میں شرط ایک ہو۔ جیسے زید متحرك الاصابع حين هو كاتب، زید ليس بمتحرك الاصابع حين هو كاتب
- ۷۔ دونوں جزء اور کل میں برابر ہوں۔^۲ جیسے الزنجي أسود، الزنجي ليس بأسود

۱۔ یعنی اگر ایک قضیہ میں محمول موضوع کے لیے بالقوة ثابت ہے تو دوسرے قضیہ میں بھی موضوع سے محمول کی نفی بالقوة ہی کی گئی ہو۔ اگر ایک قضیہ میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے بالفعل ہے تو دوسرے قضیہ میں بھی محمول کی نفی موضوع سے بالفعل کی گئی ہو، ورنہ تناقض نہیں ہوگا۔

۲۔ یعنی اگر قضیہ میں محمول کا ثبوت کل موضوع کے لیے ہے تو دوسرے قضیہ میں بھی محمول کی نفی کل موضوع سے ہو۔ اگر ایک قضیہ میں محمول کا ثبوت موضوع کے جزء کیلئے ہے تو دوسرے قضیہ میں بھی محمول کی نفی موضوع (بقیہ آگے)

۸۔ دونوں اضافت میں ایک ہوں^۱۔ جیسے زید ابو عمرو، زید لیس بابی عمرو

مشق

- ۱۔ تناقض کی تعریف کریں۔
 - ۲۔ دو قضایا مخصوصہ کے درمیان تناقض پائے جانے کے لیے کیا شرائط ہیں؟
 - ۳۔ وحداتِ ثمانیہ سے کیا مراد ہے؟
 - ۴۔ دو قضایا محصورہ کے درمیان تناقض پائے جانے کے لیے کیا شرط ہے؟ نیز محصورات اربعہ میں تناقض بیان کریں۔
 - ۵۔ درج ذیل قضایا میں تناقض معلوم کریں نیز ان کی نقیضیں بیان کریں:
- ہر انسان جاندار ہے، بعض ابیض حیوان ہیں، کوئی انسان پتھر نہیں
 بعض حیوان انسان نہیں، زید مسجد میں ہے زید گھر میں نہیں، خالد عالم ہے ناصر جاہل نہیں
 ہر متقی مسلمان ہے حبشی کالا ہے، حبشی کالا نہیں ہر درخت نامی ہے۔
 زید رات کو سوتا ہے، زید دن کو نہیں سوتا، زید خالد کا بھائی ہے، زید ناصر کا بھائی نہیں

(بقیہ گزشتہ) کے اسی جزء سے کی گئی ہو۔

۱۔ یعنی ایک قضیہ میں محمول کی اضافت جس کی طرف ہے دوسرے قضیہ میں بھی محمول کی اضافت اسی کی طرف کی گئی ہو۔

سبق: ۱۴

۲۔ عکس مستوی

عکس کا لغوی معنی ہے: الٹ پھیرنا، اصطلاح میں بقائے صدق و کیف کا لحاظ رکھتے ہوئے کسی قضیہ کے پہلے جزء کو دوسرے جزء کی جگہ رکھنا اور دوسرے جزء کو پہلے جزء کی جگہ رکھنا عکس مستوی کہلاتا ہے۔
شرائط: قضیہ سے صحیح عکس حاصل کرنے کے لیے دو شرطیں ہیں:

۱۔ بقائے صدق ۲۔ بقائے کیف

بقائے صدق: اس سے مراد یہ ہے کہ قضیہ کو سچا فرض کیا جائے، فی الواقع اس کا سچا ہونا ضروری نہیں۔ یعنی اگر اصل قضیہ سچا ہے تو عکس بھی سچا ہو۔ کیونکہ قضیہ کا عکس اسے لازم ہوتا ہے۔
بقائے کیف: یہ کہ اگر اصل موجبہ ہے تو عکس بھی موجبہ ہو اور اگر اصل سالبہ ہے تو عکس بھی سالبہ ہو۔

محصولات اربعہ کے عکس مستوی

عکس	مثال	قضیہ
بعض الحيوان انسان	کل انسان حيوان	موجبہ کلیہ
بعض الاطباء مسلم	بعض المسلمين طبيب	موجبہ جزئیہ
لاشئ من الحجر يانسان	لاشئ من الانسان بحجر	سالبہ کلیہ
☆	بعض الحيوان ليس يانسان	سالبہ جزئیہ

☆ عکس مستوی کے لیے شرط ہے کہ اگر عکس سے پہلے قضیہ سچا ہے تو بعد میں بھی سچا ہو۔

۱۔ اگر قضیہ حملیہ ہے تو موضوع کو محمول کی جگہ اور محمول کو موضوع کی جگہ رکھنا: اور اگر شرطیہ ہے تو مقدم کو تالی اور تالی کو مقدم کی جگہ رکھنا، تعریف میں جزء اس لیے کہا تا کہ وہ حملیہ اور شرطیہ دونوں کو شامل ہو جائے۔ اسے مستوی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ عکس صاف سیدھا ہوتا ہے اس میں کسی طرح کی کجی نہیں ہوتی اس لیے سہل اور آسان ہوتا ہے۔

اگر سالبہ جزئیہ کا عکس بنایا جائے تو جہاں موضوع عام ہوگا وہاں یہ عکس جھوٹا ہو جائے گا۔ جیسے بعض الحيوان ليس بالإنسان۔ اگر اس کا عکس مستوی بنائیں تو وہ ہوگا: بعض الإنسان ليس بحيوان۔ تو یہ جھوٹا ہے۔ اس لیے قاعدہ بنادیا کہ سالبہ جزئیہ کا عکس مستوی نہیں آتا۔

۳۔ عکس نقیض

بقائے صدق و کیف کا لحاظ کرتے ہوئے کسی قضیہ کے پہلے جزء کی نقیض دوسرے جزء کی جگہ رکھنا اور دوسرے جزء کی نقیض کو پہلے جزء کی جگہ رکھنا اس طرح کہ عکس سے پہلے قضیہ سچا ہے تو بعد میں بھی سچا رہے اور اگر پہلے موجبہ ہے تو بعد میں بھی موجبہ رہے۔ اگر پہلے سالبہ ہے تو بعد میں بھی سالبہ رہے، عکس نقیض کہلاتا ہے۔

محسورات اربعہ کے عکس نقیض

قضیہ	مثال	عکس
موجبہ کلیہ	کل انسان حیوان	کل لا حیوان لا انسان
موجبہ جزئیہ	بعض الحيوان لا انسان	☆
سالبہ کلیہ	لا شئی من الإنسان بلا حیوان	بعض الحيوان لا انسان
سالبہ جزئیہ	بعض الحيوان ليس بالإنسان	بعض الإنسان ليس بلا حیوان

☆ کیونکہ عکس کے لیے بقائے صدق و کیف شرط ہے اگر اس کا عکس نقیض لایا جائے تو وہ کاذب آئے گا کیونکہ اس میں اخص اعم کے بغیر صادق آئے گا جو باطل ہے۔

مشق

- ۱۔ عکس مستوی کی لغوی واصطلاحی تعریف کریں۔
- ۲۔ عکس مستوی کے لیے کن امور کا لحاظ ضروری ہے؟
- ۳۔ محصوراتِ اربعہ کا عکس مستوی بیان کریں۔
- ۴۔ درج ذیل قضایا کا عکس مستوی بیان کریں:
- ہر انسان جاندار ہے۔ ہر متکبر ذلیل ہے۔ بعض مسلمان نماز نہیں پڑھتے۔
- کوئی انسان پتھر نہیں۔ ہر انسان خدا تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مانتا ہے۔
- ۵۔ عکس نقیض کی تعریف کریں۔
- ۶۔ محصوراتِ اربعہ کے عکس نقیض بیان کریں۔
- ۷۔ درج ذیل قضایا کا عکس نقیض بتائیں:
- ہر محنتی کامیاب ہے۔ ہر انسان جاندار ہے۔ کوئی انسان پتھر نہیں۔
- بعض لا انسان لا حیوان نہیں۔

سبق: ۱۵

حجت کا بیان (قیاس - استقراء - تمثیل)

۱۔ قیاس

تعریف

هو قول مؤلف من قضایا يلزم عنها قول آخر بعد تسليم تلك القضایا قیاس وہ مرکب ہے، جو دو یا دو سے زائد قضایا سے ترکیب پائے کہ ان قضایا کو تسلیم کرنے کے بعد ایک تیسرا قضیہ ماننا پڑے۔

ان دو یا دو سے زائد قضایا کے مرکب کو قیاس کہتے ہیں اور جو تیسرا قضیہ ماننا پڑتا ہے اسے نتیجہ کہتے ہیں۔ جیسے

عالم متغیر ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہے، انہیں تسلیم کرنے سے ہمیں ایک تیسرا قضیہ ماننا پڑتا ہے کہ عالم حادث ہے۔

قیاس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ اقترانی ۲۔ استثنائی

قیاس اقترانی

وہ قیاس ہے، جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ اپنی صورت کے ساتھ مذکور نہ ہو۔ جیسے

کل انسان حیوان، کل حیوان جسم، کل انسان جسم

کل انسان حیوان، لاشنی من الحيوان بحجر، لاشنی من الانسان بحجر
اسے اقترانی اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں اس کی حدود آپس میں ملی ہوئی ہوتی ہیں۔

قیاس استثنائی

وہ قیاس ہے، جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ اپنی صورت کے ساتھ مذکور ہو۔ جیسے

إن كان زيد إنسانا، كان حيوانا لكنه إنسان، فهو حيوان۔ إن كان زيد حمارا كان ناهقا لكنه ليس بحمار فإنه ليس بحمار
یہ دو قضیوں سے مرکب ہوتا ہے۔ ان میں پہلا قضیہ شرطیہ اور دوسرا حملیہ ہوتا ہے اور ان کے درمیان حرف استثناء ”لیکن“ وغیرہ آتے ہیں۔ اسے استثنائی اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے درمیان حرف استثناء ہوتا ہے۔

قیاس اقترانی

قیاس اقترانی کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ حملی ۲۔ شرطی
قیاس حملی: وہ قیاس اقترانی ہے، جو صرف حملیات سے مرکب ہو۔ جیسے العالم متغیر، کل متغیر حادث، فالعالم حادث
قیاس شرطی: وہ قیاس اقترانی ہے جو حملیات اور شرطیات دونوں یا صرف شرطیات سے مرکب ہو جیسے کلما كانت الشمس طالعة فالنهار موجود و کلما كان النهار موجودا فالعالم مضی، فکلما كانت الشمس طالعه فالعالم مضی۔ قیاس اقترانی حملی کی تفصیل یہ ہے۔

مقدمہ: وہ قضیہ جو قیاس کا جزء بن جائے اسے مقدمہ کہتے ہیں۔ اسے مقدمہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ نتیجہ سے پہلے ہوتا ہے۔

اصغر و اکبر: نتیجہ کے موضوع کو اصغر^۱ اور نتیجہ کے محمول کو اکبر^۲ کہتے ہیں۔
صغریٰ و کبریٰ: قیاس کے جس مقدمہ میں اصغر مذکور ہو اسے صغریٰ کہتے ہیں۔ قیاس کے جس مقدمہ میں اکبر مذکور ہو اسے کبریٰ کہتے ہیں۔

حدِ اوسط: وہ امر جو قیاس کے دونوں مقدمات میں مکرر مذکور ہو اسے حدِ اوسط کہتے ہیں۔
جیسے کل عالم متغیر، کل متغیر حادث، فالعالم حادث اس مثال میں عالم اصغر

۱۔ اس لیے کہ عموماً اس کے افراد اقل ہوتے ہیں، جس کے افراد اقل ہوں وہ اصغر ہوتا ہے۔

۲۔ اس لیے کہ عموماً اس کے افراد اکثر ہوتے ہیں، جس کے افراد اکثر ہوں وہ اکبر ہوتا ہے۔

اور حادث اکبر ہے۔ اور متغیر حدِ اوسط ہے۔ پہلا مقدمہ صغریٰ اور دوسرا کبریٰ ہے۔
قرینہ اور ضرب: صغریٰ کو کبریٰ کے ساتھ ملانا قرینہ^۱ اور ضرب کہلاتا ہے۔
شکل: حدِ اوسط، جب اصغر اور اکبر کے ساتھ متصل ہو اس وقت قیاس کو جو ہیئت حاصل
ہوتی ہے، اسے شکل قیاس کہتے ہیں۔

حدِ اوسط کے موقع محل کے لحاظ سے شکل کی چار قسمیں ہیں، جنہیں اشکال اربعہ کہا جاتا ہے:
شکل اول: اگر حدِ اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو تو اسے شکل اول کہتے
ہیں۔^۲ جیسے کل انسان حیوان، کل حیوان جسم، کل انسان جسم
شکل ثانی: اگر حدِ اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں محمول ہو تو اسے شکل ثانی کہتے ہیں۔^۳ جیسے

کل انسان حیوان، لاشنی من الحجر بحیوان، لاشنی من الإنسان بحجر
شکل ثالث: اگر حدِ اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں موضوع ہو تو اسے شکل ثالث کہتے
ہیں۔^۴ جیسے کل انسان حیوان، بعض الإنسان کاتب، بعض الحیوان کاتب
شکل رابع: اگر حدِ اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو تو اسے شکل رابع کہتے
ہیں۔^۵ کل انسان حیوان، بعض الکاتب انسان، بعض الحیوان کاتب

شرائط

ان اشکال سے صحیح نتیجہ حاصل کرنے کے لیے دو طرح کی شرطوں کا لحاظ ضروری ہے:

۱۔ عام شرائط ۲۔ خاص شرائط

۱۔ وہ امر، جو کسی شئی کی تعیین پر دلالت کرے۔

۲۔ اسے اول اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اشرف مقدمہ صغریٰ پر مشتمل ہوتی ہے جو موضوع ہے، ذات پر دلالت کرتا
ہے اور ذات وصف اور حال سے افضل ہوتی ہے۔

۳۔ اسے ثانی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اشرف مقدمہ میں شکل اول کے ساتھ شریک ہے۔

۴۔ اسے ثالث اس لیے کہتے ہیں کہ یہ کمتر مقدمہ کبریٰ پر مشتمل ہے جو محمول ہے، وصف پر دلالت کرتا ہے اور
وصف ذات سے کمتر ہوتا ہے۔ ۵۔ اسے رابع اس لیے کہتے ہیں کہ یہ نہ اشرف مقدمہ میں شکل اول

کے ساتھ شریک ہے اور نہ کمتر مقدمہ میں، گویا دونوں سے بعید ہے۔

عام شرائط: تمام اشکال میں ان عام شرائط کا التزام ضروری ہے تاکہ قیاس سے مطلوبہ نتیجہ صحیح طور پر حاصل ہو سکے:

- ۱۔ قیاس صرف دو مقدموں سے مرکب ہو۔
- ۲۔ قیاس تین حدود اصغر، اکبر اور اوسط پر مشتمل ہو، حد اوسط مشترک لفظ نہ ہو۔
- ۳۔ قیاس کے کسی ایک مقدمہ میں کم از کم حد اوسط مستغرق^۱ یعنی کلیہ ہو۔
- ۴۔ نتیجہ کسی حد مستغرق پر مشتمل نہ ہو مگر جب حد کسی مقدمہ میں مستغرق ہو تو پھر جائز ہے۔
- ۵۔ دو سالبہ نتیجہ نہیں دیتے کیونکہ سالبہ موضوع اور محمول میں نسبت منقطع کر دیتا ہے۔
- ۶۔ دو جزئیہ بھی نتیجہ نہیں دیتے۔
- ۷۔ نتیجہ اُخس (کمتر) مقدمہ کے تابع ہوتا ہے۔ اگر ایک مقدمہ کلیہ ہے اور دوسرا جزئیہ تو نتیجہ جزئیہ ہوگا۔ اگر دونوں کلیہ ہیں تو نتیجہ کلیہ آئے گا اور کبھی جزئیہ اور اگر ایک موجبہ ہے اور دوسرا سالبہ تو نتیجہ سالبہ آئے گا۔

مشق

- ۱۔ قیاس کی تعریف کریں۔
 - ۲۔ ان اصطلاحات کی تعریف کریں:
- مقدمہ۔ اصغر۔ اکبر۔ صغریٰ۔ کبریٰ۔ حد اوسط۔ قرینہ و ضرب
- ۳۔ شکل کی تعریف اور اس کی اقسام ذکر کریں۔
 - ۴۔ قیاس کی ان مثالوں میں اصغر، اکبر، حد اوسط، صغریٰ اور کبریٰ کی پہچان کریں نیز نتائج بھی اخذ کریں:

- ۱۔ ہر جاندار انسان ہے ہر جاندار جسم ہے
- ۲۔ بعض مسلمان نمازی ہیں اور ہر نمازی اللہ کا محبوب ہے
- ۳۔ ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق جسم ہے۔

۱۔ مستغرق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے تمام افراد کو شامل ہو۔

سبق: ۱۶

اشکال اربعہ (شکل اول)

تعریف

وہ شکل ہے، جس میں حد اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو۔

شرائط

شکل اول کے نتیجہ دینے کے لیے یہ تین خاص شرائط ہیں:

۱۔ کیف کے اعتبار سے صغریٰ موجبہ ہو۔

۲۔ کم کے اعتبار سے کبریٰ کلیہ ہو۔ ۳۔ جہت کے اعتبار سے صغریٰ فعلیہ ہو۔

یہ شرائط پائی جائیں گی تو شکل نتیجہ دے گی اور اگر ان میں کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو یہ نتیجہ نہیں دے گی۔

یاد رہے کہ ہر شکل میں کل ۱۶ ضریوں کا احتمال ہوتا ہے کیونکہ جب ۴ صغریات کو ۴ کبریات سے ملائیں گے تو $4 \times 4 = 16$ ضربیں حاصل ہوں گی۔ شکل اول میں اس کی شرائط کی رو سے صرف چار ضربیں نتیجہ دیتی ہیں جو نقشہ ذیل سے سمجھی جاسکتی ہیں۔

صغریٰ/کبریٰ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ
موجبہ کلیہ	✓	x	✓	x
موجبہ جزئیہ	✓	x	✓	x
سالبہ کلیہ	x	x	x	x
سالبہ جزئیہ	x	x	x	x

حاصل شدہ ضربیں منہجہ

۱۔ موجبہ کلیہ موجبہ کلیہ

- ۲۔ موجبہ کلیہ سالبہ کلیہ
 ۳۔ موجبہ جزئیہ موجبہ کلیہ
 ۴۔ موجبہ جزئیہ سالبہ کلیہ

امثلہ:

صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ
۱۔ موجبہ کلیہ کل الف ب	موجبہ کلیہ کل ب ج	موجبہ کلیہ کل الف ج
۲۔ موجبہ کلیہ کل الف ب	سالبہ کلیہ لاشئ من ب ج	سالبہ کلیہ لاشئ من الف ج
۳۔ موجبہ جزئیہ بعض الف ب	موجبہ کلیہ کل ب ج	موجبہ جزئیہ بعض الف ج
۴۔ موجبہ جزئیہ بعض الف ب	سالبہ کلیہ لاشئ من ب ج	سالبہ جزئیہ بعض الف لیس ج

مرتبہ

شکل اول تمام اشکال سے اشرف اور افضل ہے۔ اس کا نتیجہ بین اور واضح ہوتا ہے اور فکر و تامل کے بغیر انسان کا ذہن طبعی طور پر اس کے نتیجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

خصوصیات

- ۱۔ نتیجہ بین، واضح، یقینی اور طبعی ہوتا ہے۔
- ۲۔ موجبہ کلیہ نتیجہ آتا ہے۔
- ۳۔ محصورات اربعہ نتیجہ آتا ہے۔
- ۴۔ باقی اشکال کے نتائج کی جانچ اور پرکھ کے لیے معیار ہے۔

۲۔ شکل ثانی

تعریف

وہ شکل ہے، جس میں حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں محمول ہوں۔

شرائط

شکل ثانی سے نتیجہ حاصل کرنے کے لیے خاص شرائط یہ ہیں:

- ۱۔ کیف کے اعتبار سے دونوں مقدمے مختلف ہوں، اگر صغریٰ موجبہ ہے تو کبریٰ سالبہ ہو، صغریٰ سالبہ ہے تو کبریٰ موجبہ ہو۔
- ۲۔ کم کے اعتبار سے کبریٰ کلیہ ہو۔

ضروب منجہ

ان شرائط کی رو سے شکل ثانی میں بھی چار ضروب نتیجہ دیتی ہیں:

- | | | | |
|----------------|------------|----------------|------------|
| ۱۔ موجبہ کلیہ | سالبہ کلیہ | ۲۔ سالبہ کلیہ | موجبہ کلیہ |
| ۳۔ موجبہ جزئیہ | سالبہ کلیہ | ۴۔ سالبہ جزئیہ | موجبہ کلیہ |

امثلہ

صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ
۱۔ موجبہ کلیہ کل الف ب	سالبہ کلیہ لاشئ من ج ب	سالبہ کلیہ لاشئ من الف ج
۲۔ سالبہ کلیہ لاشئ من الف ج	موجبہ کلیہ کل ب ج	سالبہ کلیہ لاشئ من الف ب
۳۔ موجبہ جزئیہ بعض الف ب	سالبہ کلیہ لاشئ من ج ب	سالبہ جزئیہ بعض الف لیس ج

۴۔ سالبہ جزئیہ بعض الف لیس ب	موجبہ کلیہ کل ج ب	سالبہ جزئیہ بعض الف لیس ج
---------------------------------	----------------------	------------------------------

خصوصیت

نتیجہ سالبہ آتا ہے۔

۳۔ شکل ثالث

تعریف

وہ شکل ہے، جس میں حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں موضوع ہو۔
 شکل ثالث سے نتیجہ حاصل کرنے کے لیے ان شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:
 ۱۔ صغریٰ موجبہ ہو، خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ
 ۲۔ دونوں مقدموں میں کوئی ایک کلیہ ہو۔

ضروب منجہ

ان شرائط کی رو سے درج ذیل ضروب نتیجہ دیتی ہیں:

۱۔ موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	۲۔ موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ
۳۔ موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	۴۔ موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ
۵۔ موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	۶۔ موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ

امثلہ

صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ
۱۔ موجبہ کلیہ کل ب ج	موجبہ کلیہ کل ب آ	موجبہ جزئیہ بعض ج آ
۲۔ موجبہ کلیہ کل ب ج	سالبہ کلیہ لاشی من ب آ	سالبہ جزئیہ بعض ج لیس آ

۳۔ موجبہ جزئیہ بعض ب ج	موجبہ کلیہ کل ب آ	موجبہ جزئیہ بعض ج آ
۴۔ موجبہ جزئیہ بعض ب ج	سالہ کلیہ لاشئ من ب آ	سالہ جزئیہ بعض ج لیس آ
۵۔ موجبہ کلیہ کل ب ج	موجبہ جزئیہ بعض ب آ	موجبہ جزئیہ بعض ج آ
۶۔ موجبہ کلیہ کل ب ج	سالہ جزئیہ بعض ب لیس آ	سالہ جزئیہ بعض ج لیس آ

خصوصیت

نتیجہ جزئیہ آتا ہے۔

۴۔ شکل رابع

تعریف

وہ شکل ہے، جس میں حد اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو۔
شکل رابع کی شرائط چونکہ زیادہ ہیں اور ان کی رو سے حاصل ہونے والی ضروب منته
بھی تعداد میں زیادہ ہیں اور ان کا فائدہ کم ہے، اس لیے اسے بیان نہیں کیا جاتا۔

قیاس استثنائی

قیاس استثنائی کی مختلف اقسام اور صورتیں یہ ہیں:

۱۔ اگر قیاس استثنائی کا پہلا قضیہ شرطیہ متصل ہو تو اس کے نتیجے کی دو صورتیں ہیں:

الف۔ عین مقدم کی استثناء نتیجہ عین تالی جیسے:

اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا، لیکن سورج موجود ہے، نتیجہ ہوگا پس دن موجود ہے۔

- ب۔ نفیض تالی کی استثناء نتیجہ نفیض مقدم جیسے
اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا لیکن دن موجود نہیں، نتیجہ ہوگا پس سورج موجود نہیں۔
- ۲۔ اگر قیاس استثنائی کا پہلا قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہو تو اس کے نتیجہ کی چار صورتیں ہیں:
- الف۔ عین مقدم کی استثناء نتیجہ نفیض تالی جیسے
یہ عدد جفت ہوگا یا طاق لیکن وہ جفت ہے، پس نتیجہ ہوگا کہ وہ طاق نہیں۔
- ب۔ عین تالی کی استثناء نتیجہ نفیض مقدم جیسے
یہ عدد جفت ہوگا یا طاق ہوگا لیکن وہ طاق ہے، نتیجہ ہوگا پس وہ جفت نہیں۔
- ج۔ نفیض مقدم کی استثناء نتیجہ عین تالی جیسے
یہ عدد جفت ہوگا یا طاق لیکن وہ جفت نہیں، نتیجہ ہوگا پس وہ طاق ہے۔
- د۔ نفیض تالی کی استثناء نتیجہ عین مقدم جیسے
یہ عدد جفت ہوگا یا طاق لیکن وہ طاق نہیں، پس یہ جفت ہوگا۔
- مختصر یہ کہ اگر قیاس استثنائی کا پہلا مقدمہ قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہو تو اس کے نتیجہ کی چار صورتیں ہوتی ہیں: ہر ایک کے عین کی استثناء نتیجہ دوسرے کی نفیض اور ہر ایک کی نفیض کی استثناء نتیجہ دوسرے کا عین۔
- ۳۔ اگر قیاس استثنائی کا پہلا قضیہ منفصلہ مانعہ الجمع ہو تو اس کے نتیجہ کی دو صورتیں ہیں:
- الف۔ عین مقدم کی استثناء نتیجہ نفیض تالی جیسے
یہ شے یا درخت ہے یا پتھر لیکن وہ درخت ہے، نتیجہ ہوگا پس وہ پتھر نہیں۔
- ب۔ عین تالی کی استثناء نتیجہ نفیض مقدم جیسے
یہ شے یا درخت ہے یا پتھر لیکن وہ پتھر ہے، نتیجہ ہوگا پس وہ درخت نہیں۔
- ۴۔ اگر قیاس استثنائی کا پہلا قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعہ الخلو ہو تو اس کے نتیجہ کی بھی دو صورتیں ہیں:
- الف۔ نفیض مقدم کی استثناء نتیجہ عین تالی جیسے

زید دریا میں ہوگا یا ڈوبنے والا نہیں ہوگا لیکن ڈوبنے والا ہے، پس نتیجہ ہوگا وہ دریا میں ہے۔

ب۔ نفیض تالی کی استثناء نتیجہ عین مقدم جیسے
لیکن زید ڈوبنے والا ہے، نتیجہ ہوگا وہ دریا میں ہے۔

مشق

- ۱۔ شکل اول کے نتیجہ دینے کی شرائط اور ضروب بیان کریں۔
- ۲۔ شکل ثانی کے نتیجہ دینے کی شرائط اور ضروب بیان کریں۔
- ۳۔ شکل ثالث کے نتیجہ دینے کی ضروب مثالوں سے ذکر کریں۔
- ۴۔ نتیجہ قیاس کے کس مقدمہ کے تابع ہوتا ہے؟
- ۵۔ قیاس کی کتنی اقسام ہیں؟ ان کی تعریف کریں۔
- ۶۔ قیاس استثنائی کے نتیجہ کی کتنی صورتیں ہیں؟
- ۷۔ منفصلہ حقیقیہ کے نتیجہ کی صورتیں بتائیں۔

سبق: ۱۷

استقراء

تعریف

استقراء کا لغوی معنی ہے: تتبع، تفحص، تلاش و جستجو کرنا۔ اصطلاح میں
هو الحكم على کلی بتتبع اکثر الجزئیات
وہ حکم ہے جو کلی کی اکثر جزئیات میں غور و فکر کرنے کے بعد پوری کلی پر لگا دیا جائے۔

جیسے

حیوان کی جتنی جزئیات ہمیں نظر آئیں ان میں ہمیں یہ خاص بات نظر آئی کہ وہ چباتے
وقت نیچے والا جبر اہلاتے ہیں تو ہم نے حیوان کی تمام جزئیات پر حکم لگا دیا کہ ہر حیوان
چباتے وقت نیچے والا جبر اہلاتا ہے۔

اقسام

استقراء کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ تام ۲۔ ناقص
استقراء تام: وہ استقراء ہے جس میں کلی کی تمام جزئیات کو تلاش کر کے حکم لگایا گیا ہو۔
جیسے کل جسم إما جماد أو حیوان أو نبات و کل واحد منهما متحیز فکل
جسم متحیز

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ یقین کا فائدہ دیتا ہے۔ اس میں شک کی گنجائش نہیں ہوتی۔
استقراء ناقص: وہ استقراء ہے جس میں کلی کی اکثر جزئیات کو تلاش کر کے حکم لگایا گیا ہو۔
اس کا حکم یہ ہے کہ یہ ظن کا فائدہ دیتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کلی کی کوئی ایسی جزئی
بھی ہو جس میں یہ خاص بات نہ پائی جاتی ہو اور ہماری تلاش میں نہ آئی ہو۔ جیسے مگر مچھ کے
بارے میں مشہور ہے کہ وہ چباتے وقت اوپر والا جبر اہلاتا ہے۔

تمثیل

تمثیل کا لغوی معنی ہے: ایک شے کی دوسری شے سے مثال دینا، اصطلاح میں ہو اثبات حکم فی جزئی لوجودہ فی جزئی آخر لمعنی جامع مشترک بینہما یہ کہ ہم نے ایک خاص جزئی دیکھی۔ اس میں ایک خاص حکم پایا۔ ہم نے سوچا کہ یہ خاص حکم اس میں کیوں پایا جاتا ہے؟ سوچنے سے ہمیں اس کی علت معلوم ہوگئی پھر وہی علت ہمیں کسی دوسری جزئی میں بھی نظر آئی تو اس علت مشترکہ کی وجہ سے پہلی جزئی کا حکم دوسری جزئی میں ثابت کر دیا جیسے

ہم نے دیکھا کہ شراب حرام ہے۔ ہم نے اس کی علت تلاش کی تو ہمیں معلوم ہوا کہ اس کے حرام ہونے کی علت نشہ ہے۔ پھر یہی علت، نشہ ہمیں بھنگ وغیرہ میں بھی نظر آئی تو اس علت مشترکہ یعنی نشہ کی وجہ سے ہم نے حرمت کا حکم بھنگ وغیرہ پر بھی لگا دیا۔
تمثیل میں چار امور کا اعتبار ہوتا ہے:

۱۔ مثل بہ (مقیس علیہ) ۲۔ علت ۳۔ حکم ۴۔ مثل (مقیس)

علت کا اثبات: تمثیل میں تین مقدمات کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ یہ کہ مثل بہ (مقیس علیہ) میں حکم ثابت ہو۔

۲۔ یہ کہ فلاں وصف حکم کی علت ہے۔

۳۔ یہ کہ مثل (مقیس) میں علت موجود ہے۔

پہلا اور تیسرا مقدمہ تو واضح ہے، ان کی وضاحت کی ضرورت نہیں، البتہ دوسرے

مقدمہ، علت مشترکہ کے ثابت کرنے کیلئے مختلف طریقے ہیں جن میں عمدہ دو طریقے ہیں:

۱۔ دوران ۲۔ سبر و تقسیم

دوران: یہ ہے کہ حکم علت مشترکہ پر وجود آیا عدماً مرتب ہو یعنی علت پائی جائے تو حکم پایا جائے، علت نہ پائی جائے تو حکم بھی نہ پایا جائے۔

سبر و تقسیم: پہلے اصل کے اوصاف کو شمار کیا جائے پھر ہر ایک کے علت ہونے کو باطل قرار دیا جائے یہاں تک کہ علت بننے کے لیے صرف ایک وصف باقی رہ جائے۔ جیسے شراب کے لیے نشہ آور ہونا۔

تمثیل کا حکم یہ ہے کہ یہ ظن کا فائدہ دیتی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ جس وصف کو ہم نے حکم کے لیے علت قرار دیا ہے، وہ علت نہ ہو بلکہ کوئی اور وصف علت ہو۔

مشق

- ۱۔ استقراء کی تعریف کریں۔
- ۲۔ تمثیل کی تعریف اور حکم بیان کریں۔
- ۳۔ علت کے اثبات کے لیے کتنے مقدموں کا ہونا ضروری ہے؟
- ۴۔ دوران اور سبر و تقسیم کی وضاحت کریں۔

سبق: ۱۸

صناعات خمسہ کا بیان

ہر قیاس کے لیے دو امروں کا ہونا ضروری ہے: ۱۔ صورت۔ ۲۔ مادہ
صورت سے مراد قیاس کی وہ ہیئت ہے جو مقدمات کو ترتیب دینے سے حاصل ہوتی
ہے اسے شکل قیاس کہتے ہیں۔

مادہ سے مراد وہ قضایا ہیں جن سے کوئی قیاس مرکب ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے قیاس کی
پانچ اقسام ہیں: ۱۔ برہانی ۲۔ جدلی ۳۔ خطابي ۴۔ شعری ۵۔ فسطلی
ان پانچ کے مجموعہ کو صناعات خمسہ کہا جاتا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

قیاس برہانی

وہ قیاس ہے، جو قضایا یقینیہ سے مرکب ہو خواہ وہ بدیہیہ ہوں یا ایسے نظریہ ہوں جو
یقین تک پہنچانے والے ہوں۔

اقسام

قیاس برہانی کی دو طرح کی قسمیں ہیں:

- ۱۔ طرفین کے اعتبار سے
- ۲۔ حد اوسط کے واسطہ ثبوت ہونے کے اعتبار سے

۱۔ طرفین کے اعتبار سے اقسام

اس اعتبار سے قیاس برہانی کی چھ اقسام ہیں: ۱۔ اولیات ۲۔ فطریات

۳۔ حدیثیات ۴۔ مشاہدات ۵۔ تجربات ۶۔ متواترات

انہیں اصول برہان کہتے ہیں۔

اولیات: وہ قضایا ہیں جن کے طرفین کے ذہن میں آنے سے ہی عقل انہیں تسلیم کر لے،

۱۔ اس کا تفصیل سے ذکر ہو چکا ہے۔

۲۔ اگر قعہ حملیہ ہے تو موضوع اور محمول اور اگر شرطیہ ہے تو مقدم اور تالی۔

کسی دلیل کی ضرورت نہ پڑے۔ جیسے الكل اعظم من الجزء
فطریات: وہ قضایا ہیں، جن کے طرفین کے ذہن میں آنے کے ساتھ ہی ان کی دلیل بھی
ذہن میں آجائے۔ وہ ذہن سے غائب نہ ہو جیسے الاربعة زوج
ان کو قضایا قیاساتھا معها بھی کہتے ہیں۔

حدسیات: وہ قضایا ہیں جن کے یقین کا حصول حدس کے ذریعہ ہو یہ کہ ذہن میں قوت فکریہ
کے بغیر مبادی دفعۃً ظاہر ہو جائیں اور ذہن فوراً مطلوب تک پہنچ جائے۔
مشاہدات: وہ قضایا ہیں، جن میں حکم حواس ظاہری یا باطنی کے ذریعہ لگایا جائے۔
اگر حکم حواس ظاہری سے لگایا جائے تو انہیں حیات کہتے ہیں۔ جیسے الشمس طالعة
یہاں سورج کے روشن ہونے کا حکم ہم نے آنکھ سے لگایا جو حواس ظاہری ہے۔
اور اگر حکم حواس باطنی سے لگایا جائے تو انہیں وجدانیات کہتے ہیں۔ جیسے لنا جوع
وعطش اس کا پتا ہمیں حواس باطنی سے لگتا ہے۔

تجربیات: وہ قضایا ہیں جن میں بار بار کے مشاہدہ و تجربہ کے بعد عقل حکم لگائے۔ جیسے
السقمونیا مسهل للصفراء

اسقمونیا (جمال گوٹہ) کو ہم نے کئی مرتبہ آزمایا کہ یہ صفرا (پتہ) کے لیے فائدہ
بخش چیز ہے تو ہم نے کلی طور پر یہ حکم لگا دیا کہ سقمونیا کا پینا صفراء کے لئے مفید ہے۔
متواترات: وہ قضایا ہیں، جن کے یقینی ہونے کا حکم ایک ایسی جماعت کے خبر دینے کی وجہ
سے لگایا گیا ہو کہ عقل ان کے جھوٹ پر متفق ہونے کو محال قرار دے۔ جیسے المکة المکرمة
موجودہ، اس کے متعلق ہمیں اتنے لوگوں نے خبر دی ہے جن کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہے۔

۱۔ حدسیات حدس سے ہے، جس کا معنی ہے: زیر کی اور تیز فہمی، لوگوں میں قوت حدس مختلف ہوتی ہے بعض کی قوت
حدس قوی ہوتی ہے اور وہ فوراً دلیل سے مطلوب کو حاصل کر لیتے ہیں اور بعض میں یہ قوت کم ہوتی ہے اور بعض اس
قوت سے یکسر عاری ہوتے ہیں اور یہ وہ ہیں جو حد درجہ کے کند ذہن ہوتے ہیں۔ اسی اختلاف کی بناء پر ایک چیز
ان لوگوں کے لیے نظری ہوتی ہے جن میں یہ قوت حدس کمزور ہوتی ہے اور وہی چیز ان لوگوں کے نزدیک بدیہی
ہوتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ قوت عطا کی ہوتی ہے۔

حد اوسط کے واسطہ ثبوت ہونے کے اعتبار سے اقسام

قیاس سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ حد اوسط کے ذریعہ ہی سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ حد اوسط نتیجہ قیاس کے ثبوت کی علت بنتی ہے۔ اس اعتبار سے قیاس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ برہان لمی ۲۔ برہان انی

برہان لمی: وہ قیاس برہانی ہے، جس میں حد اوسط جس طرح نتیجہ کے جاننے کے لیے علت ہے اس طرح حقیقت میں بھی وہ نتیجہ کے لیے علت ہو، اسے دلیل لمی کہتے ہیں۔ جیسے زمین دھوپ والی ہے اور ہر دھوپ والی شے روشن ہے پس زمین روشن ہے۔

اس مثال میں جس طرح دھوپ (حد اوسط) سے ہمیں زمین کے روشن ہونے کا علم ہوا اسی طرح حقیقت میں بھی دھوپ روشنی کے لیے علت ہے۔

برہان انی: وہ قیاس برہانی ہے جس میں حد اوسط نتیجہ کے جاننے کے لیے تو علت ہو لیکن حقیقت میں وہ نتیجہ کے لیے علت نہ ہو بلکہ معاملہ برعکس ہو، اسے دلیل انی کہتے ہیں۔ جیسے زمین روشن ہے اور ہر روشن شے دھوپ والی ہوتی ہے پس زمین دھوپ والی ہے۔

اس مثال میں زمین کے روشن ہونے سے زمین کا دھوپ والا ہونا ہمیں معلوم ہوا لیکن حقیقت میں روشنی دھوپ کی علت نہیں بلکہ دھوپ روشنی کی علت ہے۔

قیاس جدلی

وہ قیاس ہے، جو مقدمات مشہورہ یا کسی ایک فریق کے تسلیم شدہ مقدمات سے مرکب ہو، خواہ وہ مقدمات سچے ہوں یا جھوٹے۔

مقدمات مشہورہ سے مراد یا تو ایسے قضایا ہیں جن پر تمام لوگوں کی آراء مصلحت عامہ کے تحت متفق ہوں۔ جیسے عدل اچھا ہے، ظلم قبیح ہے یا ایسے قضایا ہیں، جو کسی ایک فریق کے تسلیم شدہ ہوں۔ ان کی مثال جیسے ہندوؤں کا قول ہے: حیوان کا ذبح کرنا مذموم ہے اور ہر مذموم کام واجب ترک ہے، پس حیوان کا ذبح کرنا واجب ترک ہے۔

قیاس خطابی

وہ قیاس ہے، جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جن کے متعلق غالب گمان صحیح اور حق ہونے کا ہو اور ایسی ہستیوں کی تعلیمات سے حاصل ہوئے ہوں جن کے بارے حسن ظن ہوتا ہے۔ جیسے اولیاء کرام اور حکماء۔ رہے انبیائے کرام، ان کی تعلیمات سے حاصل ہونے والے مقدمات قیاس خطابی میں شمار نہیں ہوتے کیونکہ وہ یقینی اور قطعی ہوتے ہیں، ان سے جو قیاس مرتب ہوگا وہ قیاس برہانی ہوگا۔ جیسے نماز پڑھنا انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے اور ہر وہ چیز جو اللہ کے قریب کر دے اس کا کرنا واجب ہے، لہذا نماز کا پڑھنا واجب ہے۔ تجارت بڑی نفع بخش چیز ہے اور ہر وہ چیز جو نفع بخش ہو، اپنانے کے قابل ہوتی ہے پس تجارت اپنانے کے قابل ہے۔

قیاس شعری

وہ قیاس ہے، جو قضایا خیالات سے مرکب ہو۔ ایسے قضایا، جن کا منشاء خیال محض ہو خواہ وہ حقیقت میں سچے ہوں یا جھوٹے، ممکن ہوں یا محال لیکن ذہن میں خوشی یا غمی، رغبت یا نفرت پیدا کریں۔

اگر یہ موزون و مقفی ہوں تو اور زیادہ مؤثر ہوتے ہیں اور اگر خوش آوازی بھی اس کے ساتھ شامل ہو جائے تو اور زیادہ تاثیر پیدا کرتے ہیں۔ جیسے زید چاند ہے اور چاند روشن ہے پس زید روشن ہے۔

قیاس سفسطی

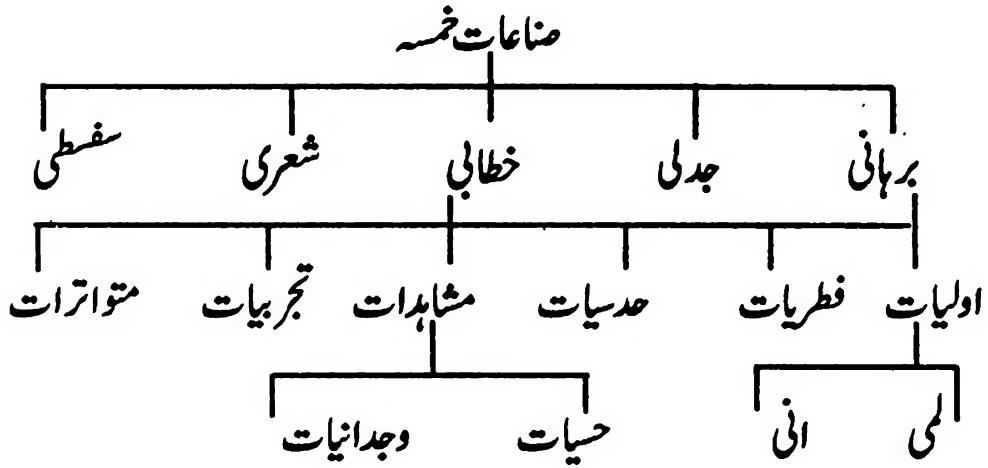
وہ قیاس ہے، جو ایسے قضایا سے مرکب ہو جو محض وہم اور جھوٹ کی اختراع ہوں۔ جیسے گھوڑے کی تصویر دیکھ کر یہ کہنا کہ یہ گھوڑا ہے اور ہر گھوڑا ہنہانے والا ہے پس یہ بھی ہنہانے والا ہے۔

اس کا مقصد دوسروں کو مغالطے میں ڈالنا ہوتا ہے۔

مشق

- ۱۔ صناعات خمسہ سے کیا مراد ہے؟ بیان کریں۔
- ۲۔ قیاس برہانی کی تعریف کریں۔
- ۳۔ برہان لمی اورانی کیا ہوتا ہے؟
- ۴۔ قیاس خطابی کن مقدمات سے مرکب ہوتا ہے؟
- ۵۔ قیاس جدلی میں کس قسم کے مقدمات ہوتے ہیں؟
- ۶۔ اصول برہان کتنے ہیں؟

جدول: ۹



رووس ثمانیہ

ہر علم کے لیے تین امور کا جاننا ضروری ہے:

موضوع

یعنی وہ شئی جس کے عوارض ذاتیہ کے متعلق بحث کی جائے جیسے بدن انسانی علم طب کا، معرف اور حجت منطق کا موضوع ہیں لیکن اس علم میں موضوع کے وجود یا اس کی ماہیت کے متعلق بحث نہیں کی جاتی۔

مبادی

مبادی سے مراد وہ اصول و مطالب ہیں، جن پر اس علم کے مسائل مبنی ہوتے ہیں۔

مسائل

وہ امور اور احوال، جن پر وہ علم مشتمل ہوتا ہے اور جنہیں اولہ کے ساتھ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

رووس ثمانیہ

قدماء اپنی کتب کے ابتداء میں آٹھ چیزوں کا ذکر کرتے ہیں، انہیں رووس ثمانیہ کہتے ہیں: غرض و غایت: وہ علت اور سبب جو مدون اول کو کسی خاص علم کی تدوین پر براہیختہ کرتا ہے۔ تاکہ متعلم اپنے آپ کو بے کار نہ سمجھے۔

منفعت علم: علم کا فائدہ اور ثمر، تاکہ متعلم کو اس علم کے حاصل کرنے میں خوشی ہو اور اس کے تحصیل کے لیے وہ ہر قسم کی مشقت کو برداشت کر سکے۔

وجہ تسمیہ: علم کے نام کی وجہ، مثلاً منطق کو منطق اس لیے کہتے ہیں کہ یہ انسان کو منطق ظاہری و باطنی پر قادر کرتا ہے اس قسم کی گفتگو پر اس علم سے ناواقف قادر نہیں ہوتا۔

مؤلف: کتاب کی ابتداء میں اس کتاب کے مؤلف کا ذکر کرنا تاکہ متعلم اس کی عظمت و

شان سے آگاہ ہو کر اس کی قابلیت کے بارے میں مطمئن ہو جائے۔
جنس علم: یہ کہ جس علم میں یہ کتاب تصنیف کی جا رہی ہے، وہ علم کس جنس کا ہے آیا علوم عقلیہ سے ہے یا علوم عملیہ سے، اصول سے ہے یا فروع سے، تاکہ متعلم اس جنس کے مسائل سے آگاہی حاصل کرے۔

مرتبہ علم: یہ کہ یہ علم کس مرتبہ کا ہے تاکہ متعلم کو معلوم ہو جائے کہ اسے کس علم سے پہلے حاصل کرنا چاہیے اور کس کے بعد۔

قسمت و تبویب: علم یا کتاب کی تقسیم اور ابواب بندی۔

اقسام تعلیم: تقسیم، تحلیل، تحدید، برہان، تاکہ متعلم جان سکے کہ کتاب ان تمام طرق پر مشتمل ہے یا بعض طرق پر۔

قرآن کتاب ہدایت ہے۔
مکمل ضابطہ حیات ہے۔

قرآن ہماری دنیوی اور اخروی کامیابی کا ضامن ہے۔
قرآن کو سمجھنے اور اس عمل کرنے کی کوشش کریں۔

پیر محمد کرم شاہ ضا ازہری کی معرکہ آرا تفسیر
خوبصورت ترجمہ ! بہترین تفسیر

ضیاء القرآن

فہم قرآن کا بہترین ذیلیعہ ہے

ترجمہ: جس کے ہر لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے
تفسیر: اہل دل کے لیے درد و سوز کا ارمغان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ
لاہور



فَدَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
(دورانہ تین ماہ)

عربی گرامر کورس

ایسے کورسز ہر مسلمان کو کرنے چاہئیں
تاکہ قرآن وحدیث فہمی میں آسانی ہو سکے۔
اگرچہ آپ دنیا کے کسی بھی ملک سے تعلق
رکھتے ہوں اور آپ گھر بیٹھے یہ کورس کرنا
چاہتے ہوں تو جلد از جلد رابطہ فرمائیں

برائے طلباء و طالبات

- وڈیولیکچرز کے ذریعے عربی عبارات کی آسان تشریح
- ہر سبق کی عربی عبارات کی وڈیولیکچرز کی مشقیں
- صرف ونحو کی بڑی بڑی کتب کا آسان فہم خلاصہ
- درجہ عامہ و خاصہ کے طلباء سمیت فارغ التحصیل طلباء و طالبات کے لیے بھی گوہر نایاب

داخلہ جاری ہے



www.aalimonline.org ہماری ویب سائٹ

وٹس ایپ نمبر 00923247448814
سکاٹ پیپ آئی ڈی 786 Kanzuliman

درس نظامی

(عالم دین کورس)

نصاب

طلباء

طالبات

درجہ اولیٰ (دورانیہ چھ ماہ)

تہمیل الصرف

تہمیل النحو

بہار شریعت

طریقہ جدیدہ

قرآن حکیم لفظی ترجمہ مع عربی گرامر

درجہ ثانیہ (دورانیہ چھ ماہ)

نور الایضاح (عربی)

شرح ماہ العالم (عربی)

ہدایۃ النحو (عربی)

تہمیل المنطق

قرآن حکیم لفظی ترجمہ مع عربی گرامر

درس نظامی کا نصاب مدارس کے اندر آٹھ سال پر مشتمل ہے لیکن ہمارے ہاں آٹھ سال کی بجائے آٹھ سمسٹر ہوتے ہیں اور ہمارا ایک سمسٹر چھ ماہ پر مشتمل ہوتا ہے اس طرح آٹھ سالہ درس نظامی کورس صرف چار سال میں پڑھایا جاتا ہے۔

درجہ اولیٰ (فٹ سمسٹر) اور درجہ ثانیہ (سیکنڈ سمسٹر) کی نئی کلاس میں داخلے جاری ہیں اگر آپ کو بھی داخلہ مطلوب ہو تو فوری رابطہ کریں، کاروباری اور مصروف مرد و خواتین کے لیے گھر بیٹھے علم دین حاصل کرنے کا انتہائی سنہری موقع



www.aalimonline.org ہماری ویب سائٹ

ڈس ایپ نمبر 00923247448814

سکائیپ آئی ڈی Kanzuliman.786